مواعظِ اختر نمبر ۶۵

اہل اللہ سے بدگمانی کا وبال

مع مختصر رسالہ

رسوماتِ شادی کی اصلاح



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

اصلاحی مجالس

حضرت اقدس شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجازِ بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہفتہ وار بیانات کی ترتیب

- جمعرات (مرکزی بیان) مغرب تا عشاء
- جمعۃ المبارک کا بیان دوپہر 12:45 تا 1:45
- اتوار مجلس صبح 11 بجے

روزانہ مجالس کی ترتیب ● بعد فجر ● بعد عشاء

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی کتابیں مفت حاصل کرنے کے لئے **0334-3217128** پر اپنا مکمل پتا میسج کریں۔

اصلاحی مکاتبت اور مجالس کے لئے

جامع مسجد اختر، C-96 گلستانِ جوہر بلاک 12
نزد سندھ بلوچ سوسائٹی، گیٹ نمبر 2 کراچی۔
پی او بکس: 18778 پوسٹ کوڈ: 75290 فون: **021-34030643-44**
خواتین کے لئے پردے سے بیان سننے کا انتظام **B-38** سندھ بلوچ سوسائٹی

ای میل: AskHazratSheikh@gmail.com ویب سائٹ: TrueTasawwuf.org
تمام بیانات ویب سائٹ پر **LIVE** سنے جاسکتے ہیں

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اِس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: اہل اللہ سے بدگمانی کا وبال

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۲۰/محرم الحرام ۱۴۱۲؁ھ مطابق ۲/اگست ۱۹۹۱؁ء بروز جمعۃ المبارک

مقام: مسجد اشرف، گلشن اقبال، کراچی

موضوع: اللہ والوں سے بدگمانی کا علاج، رسوماتِ شادی کی اصلاح

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴؁ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات ... صفحہ نمبر

رسالہ ”رسوماتِ شادی کی اصلاح“

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اہل اللہ سے بدگمانی کا وبال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط﴾

(سورۃ النساء، آیۃ:۱)

وَقَالَ تَعَالٰی: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○

(سورۃ الاحزاب، آیۃ:۷۱،۷۰)

وَقَالَ رسول اللہ ﷺ: ((اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَئُوْنَۃً))

(مشکوٰۃ المصابیح (قدیمی) کتابُ النکاح ص ۲۶۸)

پچھلے جمعہ کو میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے بیان فرمایا تھا، آپ سب نے حضرت والا کو دیکھا کہ وہ ایک جبّہ میں ملبوس تھے، اس سے پہلے آپ نے کبھی میرے شیخ کو جبّہ میں نہیں دیکھا ہوگا اور آج میں نے اپنے شیخ کی نقل میں جبّہ پہنا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں کسی قابل ہوگیا ہوں تو میں نے یہ جبّہ پہنا ہے بلکہ میں نے صرف بزرگوں کی نقل کی ہے، نقل کی برکت سے کبھی اصل کی حقیقت اللہ تعالیٰ عنایت فرما دیتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ جبّہ مدینہ شریف کا ہدیہ ہے، مدینہ پاک کی یاد دِلانے والا ہے اور ہدیہ دینے والا بارگاہِ نبوت کا دربان ہے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک کے سامنے جو جالیاں ہیں جہاں پر کھڑے ہوکر ساری دنیا کے حاجی صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں، ان جالیوں پر جو دربان کھڑے ہوتے ہیں تو یہ ہدیہ دینے والے بارگاہِ نبوت کے پاسبان ہیں کیونکہ جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جالی مبارک نظر آتی ہے وہاں ان کی ڈیوٹی لگی ہوتی ہے، وہ ہر وقت روضۂ مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ڈیوٹی دیتے ہیں تاکہ یہاں کوئی نامناسب حرکت نہ کرے کیونکہ بعض نادان جو یہاں قبروں پر سجدہ کرنے کے عادی ہیں، سجدہ کرنے لگتے ہیں، نبی کو بھی سجدہ کرنا جائز نہیں۔ افسوس کہ وہاں بھی اگر دربان نہ ہوں تو لوگ نہ جانے کیا کیا کرنے لگیں۔ تو ایسے لوگوں سے اگر دوستی ہوجائے تو کیا کہنا ہے! جہاں جانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے وہ سب کچھ انہوں نے دکھا دیا کہ آپ خوب اچھی طرح دیکھ لیجیے اور اس نے پڑھ کر بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک پر لکھا ہوا ہے ھٰذَا قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

بزرگوں کی نقل کرنے میں کیا نیت ہونی چاہیے؟

تو یہ ہدیہ دینے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے دربان اور پاسبان ہیں اور عالم بھی ہیں وہ روزانہ بیان میں آتے تھے، تو انہوں نے ایک ہدیہ حضرت کو دیا اور ایک مجھے دیا، شیخ کے طفیل میں مجھے بھی ہدیہ مل گیا، جو لوگ اپنے بڑوں کے ساتھ لگے لپٹے رہتے ہیں تو بڑوں کے طفیل میں چھوٹوں کو بھی ہدیہ مل جاتا ہے، انہوں نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ آپ دونوں جمعہ کے دن، عیدین یعنی عید و بقرعید کے دن اسے استعمال کیجیے گا، تو وعدہ مدینہ شریف کا اور حکم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درباری کا، پچھلے جمعہ تو میں یہ جبّہ پہننا بھول گیا تھا لہٰذا میں نے سوچا کہ آج ان

کے وعدۂ مدینہ کو پورا کروں، بس میں نے بزرگوں کی نقل کر لی۔ بزرگوں کی نقل اپنے کو بڑا سمجھ کر کرنا حرام ہے لیکن اس نیت سے کرنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کی نقل ہے، ان شاء اللہ ہمارے اوپر بھی کرم ہو جائے گا۔

اللہ والوں کی نقل کرنے کی برکت

اب ایک واقعہ پیش کرتا ہوں تا کہ بات اور واضح ہو جائے۔ یہ واقعہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد فرمودہ ہے۔ یعنی بہت قوی روایت ہے۔ حیدر آباد دکن کے جنگل میں ایک بہروپیہ اللہ والا بنا ہوا تھا، وہ اللہ والا تھا نہیں، عالمگیر بادشاہ کو دھوکہ دینے کے لئے نقلی اللہ والا بنا ہوا تھا۔ بہروپیہ کے معنی ہیں بہر روپیہ یعنی جو روپیہ حاصل کرنے کے لئے روپ بنائے۔ تو جب عالمگیر ادھر سے گذرے تو اس بہروپیہ کو اللہ والا سمجھ کر اس سے دعا کرائی، بہروپیہ نے کہا کہ ٹھیک ہے فقیر دعا کرتا ہے، بادشاہ بڑا معتقد ہوا اور ایک ہزار اشرفیاں دیں، اس نے لات ماردی کہ جیسے تم دنیا کے کتے ہو تو کیا مجھے بھی کتا سمجھتے ہو، اس نے ایک ہزار اشرفیوں کو ٹھوکر ماردی، اب تو عالمگیر کے ہوش اُڑ گئے، دل میں سوچا کہ یہ تو بہت بڑا ولی اللہ ہے۔ جب وہ واپس جانے لگے تو اس سے دعا کی درخواست کی کہ حضرت! دعاؤں میں یاد رکھنا، تو بہروپیہ نے کہا کہ ہاں فقیر سب کے لئے خوب دعا کرتا ہے، جب بادشاہ آگے بڑھے تو یہ ان کے پیچھے بھاگا اور کہا کہ حضور! میں وہی بہروپیہ ہوں جس کو دہلی میں آپ نے کئی دفعہ پہچانا مگر آج آپ مجھے نہیں پہچان سکے، میں کوئی اللہ والا نہیں ہوں، میں نے تو اللہ والے کا روپ بنایا تھا، تب عالمگیر نے کہا کہ مجھے کوئی غم نہیں ہے کیونکہ آج تم اللہ والوں کے روپ میں تھے، تو اللہ والوں کی محبت میں اگر عالمگیر دھوکہ کھالے تو اس دھوکہ پر مجھے کوئی غم نہیں ہے۔ بلکہ یہ ان کے عشق کا کمال تھا کہ وہ اللہ والوں کی نقل پر بھی مر مٹے، اللہ والوں کے اتنے عاشق تھے کہ

نقلی اللہ والے پر بھی مر گئے تو اصلی اللہ والوں پر کتنا مرتے ہوں گے، پھر بادشاہ نے بہروپیہ کو سو اشرفیاں دیں، ہزار اشرفیوں میں سے نو سو واپس لے لیں اور صرف سو اشرفیاں دیں۔ تو اس نے کہا کہ جزاک اللہ! بہت بہت شکریہ۔ تو عالمگیر نے ایک سوال کیا کہ میں تو تم سے دھوکہ کھا گیا تھا، تم ایک ہزار اشرفی پا گئے تھے، مزے سے رہتے لیکن تم نے اپنے کو ظاہر کر دیا کہ میں نقلی بہروپیہ ہوں تو تمہاری نو سو اشرفیاں کم ہو گئیں، تو تم نے ایسی حرکت کیوں کی؟ مجھے دھوکہ دے کر تم مزے میں رہتے۔ اس نے کہا کہ حضور! بات یہ ہے کہ میں نے اللہ والوں کا پارٹ (کردار) ادا کیا تھا، ان کا روپ بھرا تھا، اگر میں پیسے لے لیتا تو اللہ والوں کی عظمتوں کو اور ان کی عزت کو نقصان پہنچتا، اس لئے میں نے دنیا کے لئے اللہ کے پیاروں کی عزت کو نقصان نہیں پہنچایا، اگر میں اس وقت ہزار اشرفیاں لے لیتا تو میرے بہروپ کا جو کمال تھا وہ ختم ہو جاتا۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کو بیان کر کے فرمایا کہ دیکھو! ایک نقلی شخص نے بھی اللہ والوں کی اتنی عزت رکھی تو تم اللہ والے بن کر غلط کاموں میں کیوں جاتے ہو؟ اللہ والوں کی عظمت کو نقصان پہنچتا ہے، گول ٹوپی پہن کر، ایک مٹھی داڑھی رکھ کر اگر تم کسی کالی گوری کو دیکھو گے تو وہ کیا کہے گی کہ ان پادریوں کو دیکھو کہ کیسے گندے ہیں۔ اس لئے خانقاہوں میں جاؤ تا کہ تمہارے اخلاقِ رزیلہ کو اخلاقِ حمیدہ سے بدل دیا جائے۔ جو اللہ والوں کی غلامی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کے اخلاقِ رزیلہ کو اخلاقِ حمیدہ سے بدل دیتا ہے۔

مالداری کے ساتھ بھی ولایت جمع ہو سکتی ہے

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ میں بیان فرمایا کہ حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ تھے اور ولی اللہ بھی تھے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ مالداری کے ساتھ آدمی ولی اللہ نہیں

ہوسکتا، یہ نہایت نادانی ہے۔ ولایت جب بادشاہت کے ساتھ جمع ہوسکتی ہے تو مالداری کے ساتھ کیوں نہیں جمع ہوسکتی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی تھے اور بادشاہ بھی تھے، جیب میں مال ہومگر دل میں مال نہ ہونا چاہیے۔ اللہ والوں کے ظاہری ٹھاٹ باٹ کو دیکھ کر ایسی بدگمانی حرام ہے کہ صاحب! وہ ایسے ٹھاٹ باٹ سے رہتے ہیں، بڑی بڑی گاڑیوں میں چلتے ہیں یہ کیسے ولی اللہ ہوسکتے ہیں؟ ایسے نادانوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ ایسے لوگ اللہ والوں کے فیض سے محروم رہتے ہیں۔

اللہ والوں سے بدگمانی مت کرو

الہ آباد میں حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے، ان کے ایک مرید، جن کا یہاں کراچی میں جنرل اسٹور بھی ہے، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنے ایک دوست کو جو الہ آباد میں بڑے افسر تھے، عشاء کے بعد اپنے شیخ کی خدمت میں لے کر گیا کہ شاید ان کو حضرت سے محبت ہوجائے اور یہ بھی اللہ والے بن جائیں، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دن بھر عربی کتابیں پڑھاتے تھے اور مجلسیں اور تقریریں کر کر کے دماغ تھک جاتا تھا، تو حضرت دماغ کی طاقت کے لیے کچھ بادام اور پستے کھا رہے تھے۔ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دماغ اللہ کی مشین ہے، اگر آپ نے اس سے زیادہ کام لیا اور اس میں تیل نہ ڈالا، اس کو بادام نہ کھلایا اور خشکی بڑھ گئی تو جیسے آپ کو کوئی پانی کھینچنے کی مشین استعمال کے لیے امانت دے اور آپ اس میں گریس اور موبل آئل وغیرہ نہ ڈالیں اور وہ خراب ہوجائے تو پھر امانت دینے والا آپ کو پکڑے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو پکڑے گا کہ تم نے اتنا

زیادہ ذکر و تلاوت اور محنت کی مگر سر میں تیل نہیں لگایا، ہماری مشین خراب کردی، دماغ میں خشکی بڑھ گئی۔ اس لیے بزرگانِ دین سر میں تیل کی مالش بھی کرتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے خود فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بادام ایسے کھاتے تھے جیسے ہم مونگ پھلی کھاتے ہیں اور بادام پیس کر اس کی ٹکیہ سر پر رکھتے تھے، دماغ بادام کا تیل چوستا رہتا تھا اور حضرت بڑی بڑی کتابیں لکھتے رہتے تھے، حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ اُس سستے زمانے میں پانچ روپے کا صرف ناشتہ کیا کرتے تھے، جس میں خمیرے، مقویات اور خشک میوہ جات ہوتے تھے، تفسیر بیان القرآن اور تقریباً ڈیڑھ ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں۔ مگر بعض ایسے نااہل، نالائق اور نادان ہوتے ہیں کہ ان کو بدگمانی کا مرض زیادہ ہوتا ہے اور یہ شیطان کا بہت بڑا ہتھیار ہے کہ وہ اللہ والوں کے خلاف دل میں بدگمانی ڈال دیتا ہے تاکہ اللہ والوں کے پاس جا کر اس شخص کو اللہ کی محبت کا چشمہ اور پانی نہ ملے اور شیطان اسے بھی اپنی طرح شیطان بنالے۔ تو حضرت مولانا وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بادام اور پستہ کھا رہے تھے۔ جب واپس آئے تو راستے میں انہوں نے اپنے دوست سے پوچھا کہ آپ نے اتنے بڑے اللہ والے کو دیکھا، آپ کو کوئی فائدہ، کوئی عقیدت، کوئی کشش ہوئی؟ تو وہ کہنے لگے کہ ان کی طرف کشش ہونے کے بجائے مجھے تو الٹا بھاگنے کی کشش ہوئی اور ان پر میری جو عقیدت تھی وہ بھی خراب ہوگئی کہ اللہ والے کہیں بادام پستے اُڑاتے ہیں؟ توبہ توبہ ارے وہ تو سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے ہیں۔ آہ! اپنی نالائقی اور نادانی کی وجہ سے وہ شخص محروم ہوگیا۔

جیسی رعایا ویسا خلیفہ

اس پر ایک واقعہ سناتا ہوں، ہارون رشید مسلمان حکمرانوں میں بڑا

عبادت گزار، علماء اور اولیاء کا قدر دان خلیفہ گزرا ہے۔ اُسے حج کرنے، کرانے کا بڑا شوق تھا۔ کسی سخت مجبوری کے بغیر حج نہ چھوڑتا تھا۔ اُس کا دستور تھا کہ ایک سال کفار کے ساتھ جہاد کرتا اور ایک سال حج کے لئے جاتا۔ جس سال خود حج نہ کرتا تو تین سو افراد کو مکمل خرچہ اور لباس کے ساتھ حج کے لئے بھیجتا تھا۔ پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھنے کے علاوہ ایک سو رکعات نفل روزانہ ادا کرتا تھا۔ (بحوالہ: تاریخ ابنِ کثیر (اردو) ج ۵ ص ۳۹۲) ان سے ایک شخص نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ملکِ شام فتح کرنے گئے تو ان کے لباس میں چودہ پیوند تھے اور آپ کیسے امیر المؤمنین ہیں کہ ٹھاٹ باٹ اور شاندار لباس میں ہیں، آپ کے کپڑے میں تو ایک بھی پیوند نہیں ہے۔ ہارون رشید نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لباس میں جو چودہ پیوند تھے تو ان کی حکومت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں پر تھی، اُن کی رعایا بھی ولی اللہ تھی، ان کی رعایا میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے فقیر اور دُرویش لوگ تھے جو دین کے لیے بھوک کی شدت برداشت کرنے کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتے تھے اور آج میری حکومت تمہارے جیسے لوگوں پر ہے۔ تمہاری تو یہ حالت ہے کہ تم خود تو انڈے پراٹھے اور قورمہ بریانی اُڑاتے ہو اور چاہتے ہو کہ تمہارا خلیفہ سوکھی روٹی کھائے اور چودہ پیوند لگائے، جیسی روح ویسا فرشتہ ہوتا ہے، اسی طرح جیسی رعایا ویسا خلیفہ بھی تو ہونا چاہیے۔

ہر زمانے کے لحاظ سے حالات و احکام بدل جاتے ہیں، اب جسم میں وہ قوت نہیں ہے، اگر ہم لوگ سوکھی روٹی کھائیں تو آج جتنا بول رہے ہیں وہ آواز بھی نہ نکلے گی کیونکہ دونوں زمانوں میں فرق ہے۔ صحابہؓ کے زمانے میں، تابعین، تبع تابعین کے زمانے کے اولیاء اللہ میں اتنا خون ہوتا تھا کہ ہر سال

ان کو اپنا خون نکلوانا پڑتا تھا ورنہ کنپٹی کی رگ خون کی زیادتی سے تڑپنے لگتی تھی اور اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ خون چڑھوانا پڑتا ہے، تو خون چڑھوانے کے زمانہ والے اگر خون نکلوانے کے زمانہ کی زندگی اختیار کریں گے تو وہ زندہ رہیں گے یا مر جائیں گے؟ اس لیے اگر عقل کے اسکروڈھیلے ہیں تو ذرا ان کو کسوا لو، حماقت اور نادانی کی وجہ سے جو اسکروڈھیلے پڑے ہوئے ہیں، انہیں کسوا کر اللہ والوں سے بدگمانی کے مرض سے توبہ کرلو۔

شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار بدگمانی ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار بدگمانی ہے، وہ اپنے دینی مربّی ، شیخ و مرشد سے بدگمانی کا مرض ڈال دیتا ہے۔ اب علماء حضرات کو دلیل چاہیے، اس لیے اب میں دلیل پیش کرتا ہوں، میں شیخ پر اعتراض کرنے والے کو مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدثِ عظیم اور شارح مشکوٰۃ سے مجرم ہونا ثابت کرتا ہوں۔ مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ گیارہ جلدوں میں عربی زبان میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو جنت المعلیٰ مکہ شریف میں آرام فرما ہیں، یہ بہت بڑے مجدد اور محدث گذرے ہیں، مشکوٰۃ کی ایک حدیث ہے:

((جَآءَ ثَلَاثَۃُ رَھْطٍ اِلٰٓی اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ فَقَالَ اَحَدُھُمْ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا وَّ قَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّھَارَ اَبَدًا وَّلَا اُفْطِرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَآ اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَیْھِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَ کَذَا ۔۔۔ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ))

(مشکوٰۃ المصابیح (قدیمی)؛ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۲۷)

کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہماری ماؤں سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کے

بارے میں دریافت فرمایا، جب انہوں نے سب بتادیا تو انہوں نے آپس میں یہ مشورہ کرلیا کہ حضور ﷺ تو بخشے بخشائے ہیں، ہم لوگوں کو حضور ﷺ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیے۔ ان میں سے بعض نے روزانہ روزہ رکھنا شروع کردیا، بعض نے رات بھر جاگنا شروع کردیا اور سونا بند کردیا اور کسی نے کہا کہ میں نکاح ہی نہیں کروں گا، عورتوں سے دور رہوں گا تو حضور ﷺ نے فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ میرے طریقہ پر کیوں نہیں چلتے، میں سوتا بھی ہوں، تہجد بھی پڑھتا ہوں، بال بچے بھی ہیں، روزہ بھی روزانہ نہیں رکھتا ہوں، تو تم میری نقل کیوں نہیں کرتے ہو؟ تو نعوذ باللہ ان کے دل میں شیطان نے یہ ڈالا کہ آپ ﷺ کا طریقۂ حیات اور آپ کی سنت کا راستہ آپ ﷺ کے شایانِ شان ہے۔ اپنی نجات کے لئے ہمیں آپ ﷺ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیے۔ حضور ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ بس میرا طریقہ کافی ہے، سنت کے راستہ سے ہٹنے والا اللہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

تو اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

((مَنِ اعْتَرَضَ عَلٰی شَیْخِہٖ وَنَظَرَ اِلَیْہِ اِحْتِقَارًا لَمْ یُفْلِحْ اَبَدًا))

(مرقاۃ المفاتیح (رشیدیہ) باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج ۱ ص ۳۴۳)

جو اپنے شیخ پر اعتراض کرتا ہے اور دل میں بدگمانی لاتا ہے اور اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور شیخ کو معمولی سمجھتا ہے تو وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ شیخ بیچارہ آٹھ رکعات تہجد پڑھتا ہے اور یہ بیس پڑھتا ہے، شیخ چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتا ہے اور یہ سورۂ بقرہ پڑھتا ہے، شیخ کمزور اور بوڑھا ہے اور مرید جوان اور تگڑا ہے تو اس کے دل میں شیطان یہ ڈالتا ہے کہ تم تو شیخ سے بڑھ گئے۔ لیکن اس ظالم کو یہ خبر نہیں کہ شیخ کی دو رکعات تیری ایک لاکھ رکعات سے افضل ہیں۔

اولیاء اللہ کو خود پر قیاس مت کرو

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ والوں کی دو رکعات عام لوگوں کی ایک لاکھ رکعات سے افضل ہوتی ہیں کیونکہ وہ اللہ کو پہچان چکے ہیں، ان کا سجدہ کچھ اور ہوتا ہے، ان کا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی جس دل سے نکلتا ہے تمہیں اس مقام کی ہوا بھی نہیں لگی، اگر ان سے کبھی خطا ہو جائے تو ندامت کے جس مقام سے ان کے آنسو نکلتے ہیں تمہیں اس کی ہوا بھی نہیں لگی، ان کا رَبَّنَا ظَلَمْنَا کہنا تمہارے رَبَّنَا ظَلَمْنَا کہنے سے لاکھوں درجے اونچا ہے، آپ بھی کہتے ہیں کہ اے رب! ہم سے قصور ہو گیا اور اولیاء اللہ بھی کہتے ہیں کہ اے رب! ہم سے قصور ہو گیا مگر دونوں کے رَبَّنَا ظَلَمْنَا کہنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایک عام آدمی کا آنسو نکل آئے اور شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اولیاء اللہ کا آنسو نکلے، دونوں کے آنسو کی قیمت میں فرق ہے۔ اگر ساری دنیا کے اولیاء اللہ ایک جگہ جمع ہو جائیں اور سب اللہ کہیں اور اسی مجمع میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوں اور وہ ایک مرتبہ اللہ کہہ دیں تو صدیق اکبر کا ایک بار اللہ کہنا ساری دنیا کے اولیاء اللہ کے اللہ کہنے سے کہیں زیادہ قیمتی ہوگا کیونکہ ان کا اللہ کہنا جس اخلاص سے، جس مقام سے اور جس یقین سے نکلے گا اس کو سارے عالَم کے لوگ نہیں پا سکتے۔

اس لیے بزرگانِ دین سے بدگمانی مت کرو، اپنی عبادت کی کثرت پر ناز مت کرو، حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ یاد رکھو کہ جو لوگ اللہ والوں کے پاس بیٹھ کر معرفت حاصل کر رہے ہیں، یہ اپنی دو رکعات کو لاکھ رکعات کے برابر بنانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور جو اللہ والوں سے دور اپنی نفلی عبادتوں

میں لگے ہیں وہ جہاں پر ہیں وہیں رہیں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اللہ والوں سے اور اللہ والوں کے غلاموں اور خادموں سے مل کر اللہ کی معرفت اور اللہ کی پہچان میں ترقی کر رہے ہیں، ان شاء اللہ ایک دن آئے گا کہ ان کی دو رکعات ایک لاکھ رکعات کے برابر ہو جائیں گی۔ بتایئے! پھر کون زیادہ اونچے مقام پر ہوگا؟

شیخ کی مجلس چھوڑ کر نوافل پڑھنا فہم دین کی کمی ہے

اسی لیے شیطان اللہ والوں کی مجلس میں جانے سے روکنے کے لیے بہکاتا ہے کہ ارے! وہاں کیا ہے؟ بس مجلس میں کچھ باتیں ہوں گی، اس سے بہتر ہے کچھ نفلیں پڑھ لو۔ تو شیطان نفلوں میں لگا کر بزرگانِ دین کی صحبت سے محروم کر دیتا ہے۔ اسی لیے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بزرگانِ دین کے پاس جاؤ، اپنے شیخ کے پاس جاؤ، شیخ دین کی کچھ بات سنا رہا ہے تو نفلیں، اوّابین، اشراق چھوڑ دو اور اس کی مجلس میں بیٹھو، اُس کا ایک ایک لفظ موتی ہے، تمہارا دل سیپ کی طرح ہے، منہ کھولے ہوئے ہے، نہ جانے کون سا قطرہ سیپ کے منہ میں جا کر موتی بن جائے یعنی نسبت مع اللہ حاصل ہو جائے۔

اللہ والوں کی دو رکعات کے افضل ہونے کی وجہ

ایک شخص نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ مولانا رومی اپنے شیخ شمس الدین تبریزی کی اتنی تعریف کیوں کرتے ہیں؟ حاجی صاحب نے جواب دیا کہ مولانا رومی اگر سو برس تک تہجد پڑھتے اور سو برس تک رات بھر جاگتے اور دن بھر روزہ رکھتے تب بھی اس مقام پر نہ پہنچتے جس پر شیخ شمس الدین تبریزی کے ساتھ چند مہینے کی صحبت سے اللہ نے اُن کو پہنچایا کیونکہ دل کا یقین دوسرے دلوں میں منتقل ہو جاتا ہے جو لاکھوں تہجد سے نہیں مل سکتا۔

پھر اس کی دو رکعات جس یقین اور معرفت سے ادا ہوتی ہیں وہ لاکھ رکعات سے افضل ہو جاتی ہیں۔

حصولِ نسبت کا شارٹ کٹ راستہ

اب بتاؤ کون سا راستہ بہتر ہے ؎

آؤ دیارِ دار سے ہو کر گذر چلیں
سنتے ہیں اِس طرف سے مسافت رہے گی کم

یعنی اللہ کی طرف محبت کے راستہ سے چلیں، جلد اللہ والا بننے کے اس راستہ کو انگریزی میں شارٹ کٹ اور عربی میں اَلطَّرِیْقُ الْمُخْتَصَرُ کہتے ہیں۔ آسانی سے جلد اللہ والا بننے کا یہی راستہ ہے یعنی اہل اللہ کی محبت اور ان کی صحبت۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

ان سے ملنے کی ہے یہی اِک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

اور اللہ والے کون ہیں؟ جنہوں نے اللہ والوں کی غلامی کی ہو۔ اللہ والوں کے غلاموں کو حقیر مت سمجھو۔ ان پر آج نہیں تو کل اللہ تعالیٰ ضرور فضل فرما دیتا ہے۔ بعضوں کو دیر سے فضل ملتا ہے، کسی کو جلدی مل جاتا ہے۔ ایک بزرگ کے یہاں دو آدمی آئے، ان بزرگ نے ایک کو دس ہی دن میں خلافت دے دی، اب دوسرے صاحب جو دس سال سے پڑے ہوئے تھے ان کے دل میں خیال گذرا کہ یہ شیخ کا کیسا انصاف ہے کہ اس کو دس دن میں خلیفہ بنا دیا اور میں دس سال سے یہاں پڑا ہوں، چولہے میں لکڑی ڈال کر خانقاہ والوں کو چائے پلا رہا ہوں۔ شیخ کو کشف ہو گیا، یہاں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ کشف اختیاری نہیں ہوتا، جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو کشف

ہوجاتا ہے۔دوسری بات یہ کہ مرید کے لئے دل میں خلافت کی تمنّا رکھنا بھی غیراللہ ہے۔مرید کو اپنی ہستی کو ایسا فنا کرنا چاہیے کہ فنا ہونے کا بھی احساس نہ رہے ؎

کچھ ہونا مرا ذلت و خواری کا سبب ہے
یہ ہے مرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں
یہ دل کی ہے آواز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں
اس پر ہے مجھے ناز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

مرید کا تو یہ حال ہونا چاہیے کہ اگر شیخ اُس کو خلافت دے بھی دے تو وہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھے ؎

ہم خاک نشینوں کو نہ مسند پہ بٹھاؤ
یہ عشق کی توہین ہے اعزاز نہیں ہے

اور ؎

ہاں مجھے مثلِ کیمیا خاک میں تو ملائے جا
شان مری گھٹائے جا رتبہ مرا بڑھائے جا

تم تو بس شیخ کے ہاتھوں فنا ہوجاؤ اس پر جو انعامات ملیں گے وہ تو خود بخود ملیں گے، ان کی طرف کیوں توجہ کرتے ہو؟ اگر کوئی پانی کے جہاز سے حج کرنے جارہا ہو تو کیا وہ یہ نیت کرے گا کہ میں سمندر بھی دیکھوں گا؟ سمندر تو بغیر نیت کئے ہی دیکھنے کو ملے گا۔

تو شیخ نے فرمایا جاؤ دو لکڑیاں لے کر آؤ، ایک سوکھی لکڑی لاؤ اور ایک تھوڑی تازہ اور گیلی، درخت کی ہری ہری ٹہنی لاؤ۔ ہری ہری پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آ گیا، بعض لوگ توبہ تو کر لیتے ہیں مگر گناہ نہیں چھوڑتے۔اس پر میرا ایک شعر ہے، اس زمانے میں ایک ٹھنڈی بوتل ملتی تھی ہرے رنگ کی، تو میں نے کہا کہ ؎

بت خانہ ہری اوم سے توبہ کرے ہے میر
بوتل مگر پیتا ہے ابھی تک ہری ہری

ہری اوم ہندوؤں کے ایک دیوتا کا نام ہے، اس نے توبہ تو کرلی کہ اب دل میں ہری اوم نہیں ہے، کلمہ تو پڑھ لیا مگر جب دیوتا کی یاد آتی ہے تو ہری ہری بوتل پیتا ہے۔ اس کے معنی یہ نہ سمجھ لینا کہ ہرے رنگ کی بوتل پینا منع ہے۔ یہ تو میں نے شعر کہا ہے کہ گناہوں سے ایسی توبہ کریں کہ گناہ کی گلیوں میں بھی جانا چھوڑ دیں، جس لباس میں گناہ کیا تھا اس کو بھی خیرات کردیں غرض گناہوں کے تمام نشانات کو مٹادیں۔

توبہ کے ساتھ گناہوں کے نشانات بھی مٹادو

جب شراب حرام ہونے کی آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○

(سورۃ المائدۃ: آیۃ ۹۰، ۹۱)

اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ قرعہ کے تیر، یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو اِس سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو۔ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کردے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آؤ گے؟ (ترجمہ از بیان القرآن)

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (سو اب بھی باز آؤ گے) کو جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سنا تو سنتے ہی عرض کیا اِنْتَهَيْنَا اِنْتَهَيْنَا یعنی ہم باز آئے۔ (ترمذی شریف (ایچ ایم سعید) ابواب التفسیر؛ ج ۲ ص ۱۳۵)

اور بخاری شریف کی روایت ہے:

((عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ..... فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا قَالَ فَجَرَتْ فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ))

(صحیح البخاری (قدیمی): ج ۱ ص ۲۳۳، باب صب الخمر فی الطریق)

نیز مشکوٰۃ شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهُ قَالَ.... قَالَ اِهْرِقِ الْخَمْرَ وَاكْسِرِ الدِّنَانَ))

(مشکوٰۃ المصابیح (قدیمی) ص ۳۱۸، باب بیان الخمر ووعید شاربها)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اے مدینہ والو! شراب حرام ہونے کی آیت نازل ہوگئی لہٰذا تم جس مٹکے میں شراب رکھتے تھے ان مٹکوں کو بھی توڑ دو، غرض اس دن مدینہ کی گلیوں میں شراب بہہ رہی تھی، صحابہ نے ڈنڈے مار مار کر شراب کے برتن بھی توڑ دیئے۔ کسی نے ایک بزرگ سے کہا کہ برتن سے کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ برتن دیکھ کر یاد آ جاتا ہے کہ اسی سے پیا کرتے تھے لہٰذا گناہوں کے نشانات کو بھی مٹا دیا، اسی طرح جس حسین کو دیکھ کر گناہ یاد آ جائے اس سے ملاقات بھی مت کرو، اُس کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔

تو شیخ نے اس خادم سے سوکھی لکڑی کو جلانے کے لیے کہا تو وہ فوراً جل گئی اور جب کہا کہ گیلی لکڑی جلاؤ تو وہ دھواں دینے لگی۔ تب شیخ نے فرمایا جس کو دس دن میں خلافت دی وہ سوکھی لکڑی تھا، وہ اپنے کو جلا کر آیا تھا یعنی پہلے ہی سے متقی تھا اور تمہاری رگوں میں ابھی گناہوں کی گٹر لائنیں اور گندی نہریں جاری ہیں، تمہیں سوکھی لکڑی بننے میں ایک زمانہ چاہیے، بعض لوگ جلدی کامیاب ہو جاتے ہیں اور بعضوں کو دیر لگتی ہے۔ یہ ہے خلافت دینے میں دیر ہونے کی وجہ۔

نیک گمان کر کے مفت میں ثواب لیں

تو محدثِ عظیم مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اپنے شیخ پر اعتراض

کرتا ہے، بدگمانی کرتا ہے اور شیخ کو حقیر و معمولی سمجھتا ہے، اگر شیخ نے کبھی اندر اپنے کمرہ میں کھانا کھالیا تو کہتے ہیں کہ دیکھو! اچھا اچھا مال اکیلے اُڑا لیتے ہیں اور ہم غریبوں کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے۔ مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم ایک دفعہ کہیں سے تشریف لائے تو فرمایا کہ دیکھو میں بہت ہی ضعیف ہوں، تھک کر چور ہوجاتا ہوں، مجھے فوراً کھانا کھلا دو، تاکہ میں جلد آرام کرسکوں، باہر والوں کو بعد میں کھلانا۔ تو ایک صاحب کو اس پر حضرت سے بدگمانی ہوگئی کہ خود بڑھیا کھانا کھاتے ہیں، ہمیں معمولی کھانا کھلا دیا۔ ان کو سمجھنا چاہیے تھا کہ صحت کے حالات دوسرے ہوتے ہیں اور کمزوری، بیماری اور بڑھاپے کے حالات دوسرے ہوتے ہیں۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حسنِ ظن یعنی نیک گمان کرنے والے کو بلا دلیل مفت میں ثواب ملے گا، اللہ تعالیٰ اس سے دلیل نہیں پوچھیں گے کہ تم نے نیک گمان کیوں کیا تھا مگر بُرے گمان پر دلیل طلب کی جائے گی، بُرے گمان پر مواخذہ ہوگا۔ تو بے وقوف ہے وہ جو اپنی گردن کو مقدمے میں پھنسائے۔ مفت میں نیک گمان کرکے ثواب لے لیں۔

حکیم الامت نے فرمایا کہ ایک بزرگ جنگل میں اکیلے بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے کہ نہ میں تیرا بندہ نہ تو میرا خدا پھر تیرا کہنا کیوں مانوں؟ بار بار یہی جملہ کہہ رہے تھے۔ ایک بے تربیت یافتہ، زاہدِ خشک وہاں سے گذرے، یہ سن کر کہنے لگے کہ یہ تو آپ خدا کا انکار کررہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ تشریف لائیے! آپ کو یہ سوال کرنا چاہیے تھا کہ میں یہ کس سے کہہ رہا ہوں؟ میرا نفس گناہ کے لیے بار بار کہہ رہا ہے، میں اپنے نفس سے کہہ رہا ہوں کہ اے نالائق! اے دُشمن نفس! کمینے بے غیرت چور! تو مجھ سے گناہ کے لیے بار بار تقاضا کررہا ہے تو میں تیرا بندہ نہیں ہوں نہ تو میرا خدا ہے پھر تیرا کہنا کیوں مانوں؟ اس پر اُن صاحب نے کہا کہ واقعی مجھ سے غلطی ہوگئی۔

شیخ کے خلیفہ سے بدگمانی کرنا شیخ سے بدگمانی کرنا ہے

تو محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے شیخ اور مربّی پر اعتراض کیا یا اگر شیخ نہ ہو تو اس کا نائب ہی سہی، غرض جس سے بھی کچھ دین سیکھ رہے ہو جیسے بعض لوگ میرے شیخ سے بیعت ہیں، میرے پیر بھائی ہیں مگر مجھ سے حسنِ ظن رکھتے ہیں تو ان کو بھی حسنِ ظن سے نفع ہوگا، ان کے لیے بھی بدگمانی مضر ہے کیونکہ شیخ نے اپنے کسی مرید کو اجازت دی ہے تو شیخ کے خلیفہ سے بدگمانی کرنا شیخ سے بدگمانی کرنا ہے۔ اس بدگمانی سے یہ لازم آتا ہے کہ شیخ نے غلط آدمی کو خلافت دے دی، نعوذ باللہ شیخ بیوقوف ہے، نادان ہے کہ نااہل کو خلافت دے دی۔

بدگمانی سے متعلق حضرت والا ہردوئی دامت برکاتہم کی ایک خاص نصیحت

ایک مرتبہ میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کو لکھا کہ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم نے فلاں صاحب کو خلافت دے دی اور ان کے باطنی حالات کچھ اچھے نہ تھے اور حضرت مولانا فقیر محمد صاحب اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہر وقت گریہ اور آہ و بکا ہی میں مشغول رہتے تھے، مجھے خیال ہوا کہ اگر میرے شیخ جو اُن کے پیر بھائی ہیں، اُنہیں اس کی اطلاع دے دیں، شاید حضرت کی نظر اپنے خلیفہ کی بعض بے اصولیوں پر نہ گئی ہو۔ تو حضرت نے اس پر لکھا کہ جس کو اللہ والے خلافت دے دیں اور اس سے نیک گمان رکھیں، تو اگر وہ شخص نالائق بھی ہوگا تو اللہ تعالیٰ ان کے نیک گمان کی لاج رکھتے ہوئے اس کو لائق بنا دیں گے۔ حضرت نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم مولانا فقیر محمد صاحب

سے کہہ دیں گے کہ آپ نے اتنی جلدی خلافت کیوں دے دی؟ اللہ والے دوسرے اللہ والوں سے نیک گمان رکھتے ہیں، یہی ان کے اللہ والا ہونے کی علامت ہے۔

شیخ سے بدگمانی کرنے سے دین و دنیا دونوں تباہ ہوجاتے ہیں

تو میں مرقاۃ میں موجود حدیث کی شرح عرض کررہا تھا کہ مَنِ اعۡتَرَضَ عَلٰی شَیۡخِہٖ وَنَظَرَ اِلَیۡہِ اِحۡتِقَارًا لَمۡ یُفۡلِحۡ اَبَدًا جس نے اپنے شیخ، اپنے مربّی پر اعتراض کیا اور اسے حقیر سمجھا وہ کبھی بھی فلاح نہیں پائے گا۔ فلاح کے بارے میں محدثین لکھتے ہیں کہ فلاح کا مفہوم دنیا اور آخرت دونوں جہان کی راحت ہے۔ قرآنِ پاک کی آیت ہے:

﴿وَاذۡکُرُوا اللہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ﴾

(سورۃ الانفال، آیۃ:۴۵)

اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ فلاح پاجاؤ۔ اس آیت کی تفسیر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَیۡ تَفُوۡزُوۡنَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ تاکہ دنیا وآخرت دونوں جہان میں کامیاب ہوجاؤ۔

قلبِ شکستہ کی تعمیر کا مٹیریل

یہ دونوں جہان میں راحت اور سکون کا معاملہ ہے، آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اللہ کا نام لینے والا خالی آخرت ہی پائے گا اور دنیا میں پریشان رہے گا۔ نہیں! جس کی آخرت ہے اسی کی دنیا ہے، اللہ جس سے خوش ہوتا ہے اس کو دنیا میں بھی خوش رکھتا ہے اور آخرت میں بھی خوش رکھے گا، جس نے اللہ کو خوش کیا، جو اللہ کی ناخوشی کی راہوں سے بچا، حرام خوشیوں سے بچا، جس نے گناہوں کی حرام خوشیوں سے اپنے قلب کو محروم کیا اور دل کے گندے گندے اور بُرے بُرے تقاضوں پر صبر کیا، ان پر عمل نہیں کیا تو گویا اس نے اپنے دل کی دنیا اُجاڑ دی،

دل کی بری خواہشات کو اُجاڑ دیا اور جس نے اپنے دل کو بری خواہشات سے اُجاڑا، ویران کیا، اس قلب کی تعمیر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اللہ اس کے قلب کو اپنی محبت اور نورِ تقویٰ سے تعمیر کرتا ہے، اگر بادشاہ کسی کے گھر کو کسی ضرورت کی وجہ سے ویران کردے، گرادے، تو پھر بادشاہ کے ذمہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو دوسرا بہتر مکان تعمیر کر کے دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جس کے دل کو بری بری خواہشات کے توڑنے سے ویران کرتا ہے تو پھر اس کے دل کی اپنے قرب اور محبت کے میٹریل سے تعمیر کرتا ہے۔ اس پر مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی دامت برکاتہم کا شعر سن لیجیے، پھر میرا شعر سنیں کیونکہ حضرت میرے مخدوم ہیں، مخدوم کا شعر پہلے اور خادم کا شعر بعد میں سناؤں گا۔ اللہ کے بندوں کے ساتھ اتنی شفقت کرنے والا کوئی دوسرا میں نے نہیں دیکھا، مہمانوں کی بڑی خاطر مدارات فرماتے ہیں، چاہے کوئی سا مہمان آجائے، ایک مرتبہ مولانا مظہر میاں بھی گئے تھے تو ان کو بھی اسٹیشن تک پہنچانے گئے جبکہ حضرت کی پچانوے سال کی عمر ہے، دو آدمی پکڑ کر کھڑا کرتے ہیں، اکثر بیمار رہتے ہیں، چوبیس گھنٹے میں مشکل سے ایک چھٹانک غذا کھاتے ہوں گے لیکن ان کی محبت کا عالم عجیب وغریب ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ سخت بیمار تھے، ہردوئی میں مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کو ٹیلی گرام کیا کہ حضرت! دعا فرمادیجئے، بہت نازک حالت ہے تو میرے شیخ رات تین بجے ہردوئی سے پرتاب گڑھ پہنچ گئے۔ حضرت ہردوئی دامت برکاتہم نے مجھے خود بتایا کہ رات تین بجے وہ میرے استقبال میں دو آدمیوں کے سہارے سے اسٹیشن پر کھڑے تھے حالانکہ کہاں تو ٹیلی گرام بھیجا کہ میں سخت بیمار ہوں اور کہاں سخت بیماری کے باوجود اسٹیشن تشریف لے آئے، تو حضرت نے فرمایا کہ یہ اللہ والے بس شفقت سے دل خرید لیتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں ؎

اُجڑے ہوئے دل کو مرے آباد کریں گے
بربادِ محبت کو نہ برباد کریں گے

اُجڑنے سے کیا مطلب ہے؟ بری خواہشات پر عمل نہ کرنا۔ جس نے اللہ کی محبت میں اپنی بری خواہشات کو برباد کیا اس کو اللہ تعالیٰ مزید برباد نہیں کریں گے، اس کے دل کو اپنے قرب کے نور سے، اولیاء اللہ والی حیات سے اور اللہ والے دل سے تبدیل فرمائیں گے، جو دل اللہ کی خوشی کے لیے توڑا جاتا ہے اس دل میں خدا اپنا گھر بناتا ہے۔ حدیث قدسی ہے:

((اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ لِاَجْلِيْ))

(مرقاۃ المفاتیح، کتابُ الجنائز، باب عیادۃ المریض ج۴ ص۸، (مکتبہ رشیدیہ))

(التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف: ص۱۶۳)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ٹوٹے ہوئے دل میں رہتا ہوں۔ مگر دل کیسے ٹوٹتا ہے؟ اپنے دل کی حرام، ناجائز اور بری خواہشات کو توڑ دیں یعنی ان پر عمل نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ پر فدا ہونے سے روح کو صد حیات عطا ہوتی ہے

تو آپ نے حضرت کا شعر سن لیا۔ آہ! جب حضرت نے الٰہ آباد میں یہ شعر سنایا تو روح پر وجد طاری ہوگیا۔ یہ کوئی معمولی شعر نہیں ہے۔ کوئی خشک آدمی ہو تو میں نہیں کہہ سکتا، ورنہ جو سینے میں دل اور دل میں درد رکھتا ہو اس کو تو یہ شعر تڑپا دیتا ہے۔ تو اللہ والوں کی روح کی ہر وقت تعمیر ہوتی رہتی ہے، اللہ والوں کی روح کو اللہ تعالیٰ ہر وقت جدید حیات نوازش فرماتا رہتا ہے ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

جو اللہ کے راستہ میں اللہ کے حکم کی تلوار سے اپنی بری بری خواہشات کا خون کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کو عالمِ غیب سے ہر وقت جدید جان عطا کرتا ہے، اس کو ہر وقت

نئی نئی روح اور تازہ تازہ زندگی عطا ہوتی رہتی ہے، اللہ اُس کی روح میں روح اور اُس کی حیات میں صدہا حیات عطا فرماتا ہے ؎

اُقْتُلُوْنِیْ اُقْتُلُوْنِیْ یَا ثِقَاتْ
اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتًا فِیْ حَیَاتْ

ان کی بری بری خواہشات کے قتل کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ بے شمار حیات عطا کرتا ہے اور یہاں جدید کا لفظ ہے یعنی نئی جان عطا کرتے ہیں، ری کنڈیشن جان نہیں دیتے جیسے جاپان پرانی موٹر کار کے پُرزے ٹھیک کر کے ری کنڈیشن کر کے بھیج دیتا ہے، اللہ تعالیٰ عالمِ غیب سے ہر وقت ان کو ایک نئی جان عطا کرتا ہے۔ اب آپ سوچئے کہ جتنی دنیاوی محبتیں ہیں یا جتنے گناہ ہیں ان میں جدید روح نہیں ملتی ہے بلکہ جو روح حاصل ہے وہ بھی کمزور ہوجاتی ہے، تحلیل ہوجاتی ہے۔ ہر گناہ کے بعد دل میں کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ دنیاوی محبتوں میں چاہے وہ حلال ہی کیوں نہ ہوں، جائز محبتوں میں بھی روح تحلیل ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت میں کوئی جز تحلیل نہیں ہوتا بلکہ ہماری روح میں بے شمار جدید روح داخل ہوجاتی ہیں۔ اس لیے اللہ والوں کے مقابلہ میں دنیا کا کوئی سلطان، کوئی بادشاہِ وقت نئی حیات کا دعویٰ نہیں کرسکتا کیونکہ اللہ والوں کو اپنی حیات میں عالمِ غیب سے ہر وقت جدید حیات ملتی ہے بلکہ ان کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی نئی نئی حیات کا ادراک ہوتا ہے۔ اس پر میرا ایک شعر سنیے ؎

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کررہا ہے

اللہ والے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں، چاہے تسبیح ہاتھ میں ہو یا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی ایک علامت

ہمارے الٰہ آباد والے شیخ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ جب کوئی مہمان آجاتے ہیں تو میں ان سے گفتگو میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ہی بیان کرتا ہوں، اور یہی ذوق مولانا رومی کا بھی تھا، فرماتے ہیں ؎

من بہ ہر جمعیّتے نالاں شدم
جفت خوشحالاں و بد حالاں شدم

جہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوتے ہیں میں وہاں پہنچ کر، اللہ تعالیٰ کی محبت میں آہ و نالے بلند کرتا ہوں، رونا شروع کر دیتا ہوں تاکہ ان غافلوں کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد پیدا ہو جائے اور ان کی مٹی بھی قیمتی ہو جائے، خالق افلاک سے ان کی خاک میں قیمت آجائے ورنہ بے قیمت دفن ہو جائیں گے، بے قیمت مر جائیں گے۔ میں ہر جماعت کے ساتھ اللہ کے عشق و محبت میں روتا ہوں، میں نیک بندوں کے پاس بھی روتا ہوں اور جب گنہگاروں کے پاس جاتا ہوں تو وہاں بھی روتا ہوں شاید کہ ان کے دل میں میری بات اُتر جائے۔

دوستو! کیا عرض کروں کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد کا کیسا غیر محدود شربتِ روح افزا کا سمندر موجیں مارتا ہے، اللہ تعالیٰ کی یاد جب دل میں ہوتی ہے تو اللہ والے اس یاد کے کیف سے مست رہتے ہیں، وہ ہر وقت مکیّف رہتے ہیں چاہے ایئر کنڈیشن میں نہ ہوں، عرب میں ایئر کنڈیشن کو مکیّف کہتے ہیں ؎

وہ گرمئ ہجراں وہ تری یاد کی خنکی
جیسے کہ کہیں دھوپ میں سایہ نظر آئے

اے خدا! ہمارے جسم میں تیری ذات سے جدائی کی گرمی تو ہے لیکن دل میں تیری یاد کی جو ٹھنڈک ہے یہ اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ ایئر کنڈیشن بھی

ساتھ ہی ہے، دھوپ میں جارہے ہیں تو بھی ایئر کنڈیشن ساتھ ہے۔تو دیکھئے! آج سے بیس سال پہلے رمضان المبارک میں یہ شعر ناظم آباد میں موزوں ہوا تھا ؎

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کررہا ہے
اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کررہا ہے

یعنی اللہ والے خود ہی حیات نہیں پاتے بلکہ خدا ان کو ایسی حیات دیتا ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی ایمانی زندگی پا جاتے ہیں۔

تو مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کے شعر کے جواب میں میں نے جو شعر سنایا تو انہوں نے سن کر فرمایا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ تمہارے فارسی اشعار ہی بڑے جلے بھنے ہوتے ہیں لیکن اس شعر کو سن کر معلوم ہوا کہ تمہاری اردو شاعری میں بھی آگ بھری ہوئی ہے۔اب وہ شعر سنیے، جو ایک صاحبِ نسبت ولی اللہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کا پسند فرمودہ ہے، جن کو اُمت ولی اللہ سمجھتی ہے ؎

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

شہادتِ باطنیہ معنویہ

اگر خدا کی محبت میں ہم کسی بری خواہش پر عمل نہ کرکے اپنے دل کو ویران کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت سے اس دل کی تعمیر ہوتی ہے اور جس کے دل کو خدائے تعالیٰ تعمیر فرمائیں اس کے قلب کے عالَم کا کیا عالَم ہوگا، اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جو اپنی بری خواہشات کو توڑتا ہے اور خونِ شہادت سے ہر وقت شہادت کے مزے لوٹتا ہے۔میرا شعر ہے ؎

اس خنجرِ تسلیم سے یہ جانِ حزیں بھی
ہر لحظہ شہادت کے مزے لوٹ رہی ہے

حکیم الامت نے فرمایا کہ جو لوگ اپنی بری خواہشات کو حق تعالیٰ کے حکم سے توڑ رہے ہیں، اپنی بری بری خواہشات کو قتل کر رہے ہیں اور باطن میں ان کی تمناؤں کا خون ہو رہا ہے تو یہ سب لوگ بھی قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے، ان کی شہادت کا نام شہادتِ باطنیہ معنویہ ہے اور جو کافر کی تلوار سے شہید ہوتے ہیں ان کا نام شہادتِ ظاہرہ مرئیہ ہے یعنی نظر آتی ہے، اُن کا خون تو سارا عالَم دیکھ سکتا ہے مگر اللہ والوں کے مجاہدہ کے خونِ تمنا کو دنیا نہیں دیکھتی، اسے صرف خدا دیکھتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو اللہ نور سے بھر دے، بڑا عمدہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اِس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

بس گناہوں کو چھوڑنے کی ہمت کرلیں پھر اللہ تعالیٰ دل میں وہ لطف داخل کریں گے کہ سارے عالَم کے بادشاہوں کو اور فلمی دنیا اور رومانٹک دنیا کو وہ خواب میں بھی نظر نہیں آ سکتا جو سکون اور چین اور بہار اللہ تعالیٰ اپنے مجاہدینِ باطنیہ معنویہ کو عطا فرماتے ہیں، جہادِ اکبر اس کا نام ہے، کافروں سے جہاد جہادِ اصغر ہے، نفس سے جہاد جہادِ اکبر ہے۔ ملاعلی قاریؒ نے مرقاۃ میں ۹ جگہ نفس سے جہاد کو جہادِ اکبر فرمایا ہے:

((عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَوْمٌ غُزَاۃٌ فَقَالَ قَدِمْتُمْ خَیْرَ مَقْدَمٍ، قَدِمْتُمْ مِّنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ، مُجَاھَدَۃِ الْعَبْدِ ھَوَاہُ)) (رواہ الدیلمی)

(کنزالعمال (دار الکتب العلمیۃ)، بیروت: ج ۴ص ۲۶۰، رقم ۱۱۷۷۵، باب الجھاد الاکبر والاصغر)

(الجامع الصغیر ج ۲ص ۸۵)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی غزوہ سے واپس آنے والی جماعت سے فرمایا کہ آپ لوگ جہادِ اصغر سے فارغ ہوکر

جہادِ اکبر کی طرف آئے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ جہادِ اکبر سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کا اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ:

((اَیُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ اَنْ یُّجَاهِدَ الرَّجُلُ نَفْسَهٗ وَهَوَاهُ))

(کنزالعمال (دارالکتب العلمیة)، بیروت: ج۴ص۲۶۰، رقم ۱۱۷۷۶، باب الجهاد الاکبر والاصغر)

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا بندہ کا اپنے نفس کی حرام خواہشات کے خلاف جہاد کرنا۔

میں عرض کرر ہاتھا کہ جس دل میں اللہ آئے گا تو کیسا چین اور سکون پائے گا ؎

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

یعنی جن خواہشات کو ویران کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا دستِ تعمیر نصیب ہوجائے تو پھر اس کی لذت کو کیا پوچھتے ہو! آہ! جس بزرگ نے یہ شعر کہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو منوّر کردے، فرماتے ہیں ؎

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمداللہ عجب ارزاں خریدم

ہم نے چند کنکر پتھر اللہ کے راستے میں دیئے یعنی گناہوں کو اور خراب عادتوں کو، جوتے سے پٹنے کی عادتوں کو، رُسوائیوں، ذلتوں اور خواریوں کی عادتوں کو چھوڑا جو عقلاً بھی چھوڑنا ہی چاہئے تھا، تو اللہ کو پاگئے، میرے پیارے دوستو! بہت سستا سودا ہے۔ گناہوں کے کنکر پتھر چھوڑ کر اگر اللہ ملتا ہے تو خوشی خوشی چھوڑ دینا چاہئے۔

ہم جنس پرستی اور بدفعلی ہمیشہ کے لئے ذلت کا باعث ہے

ان گناہوں کو تو عقلاً بھی چھوڑنا چاہیے تھا کیونکہ وہ شرافتِ انسانیت

اور عزتِ انسانیت کا تقاضا تھا۔ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ جنازۂ آبروئے انسانیت دفن ہوجاتا ہے یعنی دوبارہ عزت نہیں ملتی جس کا نام ہم جنس پرستی ہے۔ مرد مرد کے ساتھ اگر گناہ کرلے، بعض لوگ نوجوان بچوں کے ساتھ منہ کالا کرتے ہیں تو اگر انہیں قیامت تک بھی حیات مل جائے تو وہ عزت سے ایک دوسرے کونہیں دیکھ سکتے۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے، فاعل اور مفعول ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کی نظر میں ذلیل ہوجاتے ہیں اور پھر عزت کبھی بحال نہیں ہوسکتی چاہے لاکھ تہجد پڑھتے رہیں لیکن جب بھی ایک دوسرے پر نظر پڑے گی تو ان کو اپنی ذلت کا نقشہ سامنے آجائے گا۔ جو لوگ خواہشاتِ نفسانیہ کی وجہ سے نفسانی محبت کرتے ہیں، ظاہری رنگ و روپ اور ڈسٹمپر کو دیکھ کر خلافِ پیمبر جارہے ہیں، جو لوگ کسی کے گالوں کی سرخیاں، ہونٹوں کی سرخیاں اور کتابی چہرہ کے عاشق ہیں تو سمجھ لیں کہ یہ سارے جغرافیے ایک دن بدلنے والے ہیں، ایک دن تم کو اپنی طبیعت کے ہاتھوں ان سے فرار ہونا پڑے گا، ایک دن تم ان سے ضرور بھاگو گے لیکن پھر اپنی طبیعت سے بھاگو گے، طبیعت کے غلام ہوکر بھاگو گے مگر آج تم خدا کے حکم کو توڑ کر ان سے چپکے ہوئے ہو، اگر آج تم اپنی طبیعت کے خلاف ان سے فرار اختیار کرلو، اگر آج خدا کا حکم سمجھ کر بھاگو، اللہ تعالیٰ کے لیے فرار اختیار کرلو تو اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں اپنا قرار نصیب فرمائیں گے۔

عشقِ مجازی کا انجام نفرت وعداوت ہے

تو دوستو! اب میں عشق مجازی کی تباہ کاریوں پر اپنے اکابر کے تین جملے نقل کرتا ہوں، یہ تین جملے آپ سب یاد کرلیں، اگر ان کو سونے کے پانی سے بھی

لکھیں تو ان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ایک جملہ حضرت حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور دو جملے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔حضرت حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی کے حسنِ ظاہری سے نفس کی حرام خواہش پر محبت اور پیار کی پینگیں بڑھائیں، اس محبت کا انجام یعنی حسنِ ظاہر والی محبتِ نفسانی کا انجام عداوت اور نفرت ہے۔آنکھوں سے بارہا ایسے واقعات دیکھے ہیں کہ اگر میں حسن وعشق کے تصادم پر ایک کتاب لکھوں تو پانچ ہزار صفحات کی کتاب بن جائے گی اور لوگ رومانٹک دنیا کی بحر اٹلانٹک میں غرقابی اور تباہی اور بربادیاں دیکھ کر جنگِ خلیج میں میزائل کی تباہ کاریاں بھول جائیں گے، پھر بھی میں نے ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام ہے ''روح کی بیماریاں اور اُن کا علاج''۔جس کو اپنی جوانی بچانی ہو یا اپنے بچوں کی جوانی بچانی ہو وہ اس کتاب کو خرید کر پڑھے۔ بوڑھے لوگوں کو بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے نفع ہوگا کیونکہ نفس کبھی بڈھا نہیں ہوتا، نفس کی ظاہری داڑھی تو سفید ہوتی ہے یعنی بوڑھے آدمی کی ظاہری داڑھی تو سفید ہوتی ہے مگر اس کا نفس اس کے باطن میں بغیر خضاب کے کالی داڑھی لیے بیٹھا رہتا ہے۔

اور حکیم الامت کے دو جملے ہیں۔نمبر ایک: عاشق اور معشوق دونوں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کی نگاہوں میں ذلیل ہوجاتے ہیں۔اور نمبر دو: عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے، چاہے عورت کا عشق ہو یا لڑکے کا، اس حرام عشق کا نقطۂ آغاز عذابِ الٰہی کا نقطۂ آغاز ہے۔ یہ بہت تجربہ کی بات بتا رہا ہوں، میرے پاس اتنے مریض آتے ہیں جن کی نیندیں حرام ہوتی ہیں، دل کی دھڑکن تیز ہوتی ہے، کمر میں درد، پنڈلیوں میں اینٹھن، سر میں چکر رہتے ہیں اور حافظہ نسیان سے تبدیل ہوجاتا ہے، جو سبق یاد کیا سب بھول گئے، سارا جسم

کھوکھلا ہوگیا یعنی یوں سمجھئے کہ حیات کی روح نکل گئی۔ میرے پاس ایسے ایسے مریض آئے جنہوں نے کہا کہ بس میں دیکھنے میں زندہ ہوں مگر عشق بازی نے مجھے کھوکھلا کردیا ہے، میرے اندر اب بالکل دم نہیں ہے۔

بدنگاہی کرنے والوں کے لیے تازیانۂ عبرت

ایک صاحب نے کہا کہ حسینوں نے ناک میں دَم کر رکھا ہے، کتنی عورتیں سڑکوں پر بے پردہ پھر رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ نے حسینوں کی دُم میں ناک کیوں لگائی؟ تم ان کے پیچھے پیچھے کیوں پھرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

﴿قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ﴾

(سورۃ النور، آیۃ:۳۰)

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اعلان فرمایئے کہ اے ایمان والو! اپنی نظریں (اللہ کی حرام کی ہوئی جگہوں سے) نیچی کرلو۔ اللہ تعالیٰ یہ بات خود بھی فرماسکتے تھے مگر اپنے نبی سے کہلوا رہے ہیں تاکہ عشقِ نبی کا دعویٰ کرنے والوں اور عشقِ نبوت پر نعتیں پڑھنے والوں کو بھی تازیانہ لگ جائے کہ نعت پڑھ کر رونے والو! جب نامحرم عورتیں، کسی کی ماں، بہن، بیٹی سامنے ہوتی ہے تو اس وقت تمہیں اپنے نعتیہ اشعار کیوں بھول جاتے ہیں؟ وہ اشکبار آنکھیں کہاں چلی جاتی ہیں؟ اس وقت تمہیں فرمانِ نبی کیوں نہیں یاد آتا؟ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں قُلۡ اے نبی! اعلان فرمایئے۔ کس سے اعلان فرمایئے؟ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ایمان والوں سے۔ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کرلیں یعنی جب بھابھی سامنے آجائے، خالہ زاد، ماموں زاد، چچا زاد بہنیں سامنے آجائیں، کسی کی بھی ماں، بیٹی، بہن سامنے آجائے تو اس وقت نظریں نیچی کرلیں۔

جاندار کی تصاویر اور ویڈیو بنانا حرام ہے

اسی طرح عورتوں کی جو تصویریں اخبار میں آتی ہیں ان کو بھی دیکھنا حرام ہے، تصویر کھنچوانا حرام ہے چاہے مرد کی ہو یا عورت کی۔ اسی طرح شادی بیاہ میں جو موویز بنتی ہے یا تصویریں کھنچتی ہیں تو ایسی تقریب میں جانا حرام ہے جہاں اللہ کی کسی بھی قسم کی نافرمانی ہو رہی ہو:

((لَا يَجُوْزُ الْحُضُوْرُ عِنْدَ مَجْلِسٍ فِيْهِ الْمَحْظُوْرُ))

(مرقاۃ المفاتیح: ج۴ ص۲۰۷ (مکتبہ رشیدیہ))

برادری سے یا رشتہ داروں سے نہ ڈریں، دنیاوی عزت پر مت جائیں، یہ دیکھیں کہ خدا کے نزدیک ان کا کیا مقام ہے، قیامت کے دن پتہ چلے گا کہ خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

لہٰذا شادی بیاہ میں کھانا کھاتے وقت اور نکاح پڑھتے وقت جو مووی بنتی ہے تو یہ عمل اس مُلّا کے لیے بھی حرام ہے جو وہاں بیٹھا رہتا ہے، نکاح کے وقت جب فوٹو گرافی یعنی تصویر کشی ہوتی ہے تو مولوی کو نکاح نہیں پڑھانا چاہیے اور وہاں سے اٹھ جانا چاہیے، پھر دیکھو مسٹر لوگ کہاں سے نکاح پڑھانے والا لاتے ہیں، کیونکہ انگریزی داں مسٹروں کو خطبہ کہاں یاد ہوتا ہے! ایک سال بھی کوشش کریں تو یاد ہونا مشکل ہے۔ مسٹر کے لئے I don't know کہنا تو آسان ہے لیکن عربی زبان کا خطبہ یاد کرنا بہت مشکل ہے۔ لہٰذا اگر سب علماء یہ طے کرلیں کہ جس نکاح میں فوٹو گرافر آئے گا وہاں نکاح نہیں پڑھائیں گے، جس نکاح میں کوئی سہرا پہنے گا، گانا باجا ہوگا جس نکاح میں کوئی خلافِ شریعت بات

ہوگی، مووی یا تصویر بنے گی ہم وہ نکاح نہیں پڑھائیں گے تو پھر مسٹرانہی علماء کے سامنے ہاتھ جوڑیں گے کہ نکاح پڑھا دیجئے، ہم کوئی نافرمانی نہیں کریں گے۔

رسومات کومٹائیں

دوستو! جولوگ یہاں آتے ہیں، مجھ سے تعلق رکھتے ہیں وہ اپنے گھر سے اور اپنے خاندان سے گناہوں کی رسومات کومٹانے کی کوشش کریں۔

شادی بیاہ میں کم خرچ کریں

لہٰذا شادی بیاہ میں خرچ کم کیجیے تاکہ غریبوں کی مدد ہوسکے اور کوئی شخص شادی بیاہ میں مقروض نہ ہو، سودی قرضہ لے کر ذلیل وخوار نہ ہو، زیادہ بوجھ محسوس نہ کرے، شادی ایک عبادت ہے، اس کو آسان کرنا چاہیے۔ سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشادفرمایا:

((اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَئُوْنَۃً))

(مشکوٰۃ المصابیح (قدیمی)، کتاب النکاح ص ۲۶۸)

سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو۔ ذرا سوچیے کہ آپ کم خرچ کریں گے تو نکاح میں برکت آجائے گی۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ آج اُس نکاح کو زیادہ عظیم الشان سمجھتے ہیں جس میں بہت بڑا شادی ہال ہو اور کسی پارک میں بہت بڑے شامیانے اور بڑے بڑے وردی پوش خدّام ہوں، سوسو بکرے ہوں اور پھر لوگ اس کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ فلاں ولیمے میں فلاں شخص نے سو بکرے کاٹے۔ اس تفاخر کی وجہ سے جو لوگ مالی طور پر کمزور ہیں یا ان کی اولاد زیادہ ہے، ان کو غم میں مبتلا کیا جارہا ہے۔ برادری کے خوف کو دل سے نکال دیجیے، عزت صرف اسی کی ہے جس سے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم راضی ہوں، جب تک آپ مخلوق کا خوف نہیں نکالیں گے اللہ والے نہیں بن سکتے۔ آپ

جس برادری سے ڈرتے ہیں بہتر سے بہتر ولیمہ کرنے کے باوجود بھی وہی برادری آپ کی ناک کاٹ لیتی ہے۔

آج اگر کسی کو سنت کے مطابق مختصر طور پر شادی بیاہ کرنے کو کہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ صاحب برادری میں ناک کٹ جائے گی، سن لو اس کو کہ ناک آپ کی کبھی بھی نہیں بچے گی۔ اگر آپ نے بہت شاندار دعوت کر دی تب بھی لوگ کھا کھا کر کہیں گے کہ صاحب! بکرا بڈھا تھا، گوشت اتنا سخت تھا کہ دانت ہل گئے، کوئی کہے گا کہ نمک بہت تیز تھا، کوئی کہے گا کہ گھی اتنا زیادہ ڈال دیا کہ معدے میں دست بدست جنگ چھڑ گئی، صاحب! دست چالو ہو گئے یعنی موشن شروع ہو گئے۔

ولیمہ بھی سادگی سے کریں

نمبر دو ولیمہ سنت ہے جو بیٹے والے کے ذمہ ہے۔ لڑکی جب رخصت ہو کر چلی جائے اور شوہر کے ساتھ خلوت ہو جائے اس کے بعد دوسرے دن ولیمہ سنتِ مؤکدہ ہے بشرطیکہ وہاں بھی کوئی خلافِ شریعت کام نہ ہو۔

ولیمہ میں یہ کوئی ضروری نہیں کہ ساری برادری آئے۔ کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے کہ ساری برادری کا کھانا کرو۔ جتنی اللہ توفیق دے اور قرضہ نہ لینا پڑے۔ اس میں بھی ایک بکرا دس بیس پچاس آدمیوں کو کھلا دیں جو خاص خاص لوگ ہوں۔ ہمیں کسی حدیث کی روشنی میں دکھائیں کہ شادی میں زیادہ آدمی ہونے چاہئیں۔ علامہ شامی ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ولیمہ سنت مؤکدہ ہے لیکن اگر دسترخوان پر کوئی گناہ کا کام شروع ہو جائے مثلاً غیبت شروع ہو جائے تو روٹیاں اور بریانی اور شامی کباب چھوڑ کر وہاں سے اُٹھ جانا واجب ہے۔ اب یہ وقت امتحان کا ہوتا ہے کہ یہ نلیاں اور بوٹیاں محبوب ہیں یا اللہ کی رضا محبوب ہے۔ یہ کہنا کہ صاحب اگر چھوڑ کر جائیں تو میزبان ناراض ہو جائے گا نہایت کم ہمتی کی

بات ہے۔ صاف کہہ دو کہ یہاں غیبت ہورہی ہے، ریکارڈنگ ہورہی ہے، فوٹوکشی ہورہی ہے، فلم بن رہی ہے، ویڈیو بن رہی ہے، کھانے والوں کی تصویریں بن رہی ہیں، کوئی بھی نافرمانی ہورہی ہے لہٰذا اس نافرمانی کی مجلس میں شریک نہیں ہوسکتا۔ جہاں اللہ کی مرضی کے خلاف، شریعت کے خلاف کوئی کام ہورہا ہو اس مجلس میں شرکت جائز نہیں چاہے ابّا کی مجلس ہو، چاہے اماں کی مجلس، چاہے پیر کی مجلس ہی کیوں نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری ولیمہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری ولیمہ جو سب سے بڑا تھا وہ بکری کا تھا ایک بکری ذبح کی تھی ورنہ ایک ولیمہ میں تو کھجور اور آٹا ملا کر اس کا مالیدہ بنالیا تھا، اس کے علاوہ کوئی نمکین چیز بھی نہیں تھی، ولیمہ میں نمکین ڈش ہونا ضروری نہیں ہے۔ ولیمہ کرنا تو سنت ہے مگر ایک لاکھ روپیہ خرچ کرنا سنت نہیں۔ ولیمہ کون سا فرض ہے اور اگر فرض بھی ہوتا تب بھی سودی قرضہ لینا جائز نہیں۔ ولیمہ سنت ہے لیکن حسبِ گنجائش وتوفیق۔ اگر پوری بکری کرنے کی کسی کے پاس گنجائش نہیں ہے، تو بکری نہ کرے دال روٹی کھلا دے، اگر گنجائش ہے تو چلو ایک بکری کرلو۔ ایک بکری آٹھ نو سو کی مل جاتی ہے۔ ایک ہزار کے چاول بھی ڈال دو، دو ہزار میں ولیمہ کرلو اور کوئی غریب ہے مؤذن ہے، امام ہے، بیچارہ اس کے پاس یہ بھی نہیں ہے تو میاں! آلو پوری کھلا دو، دہی بڑے کھلا دو۔ ولیمہ میں پلاؤ قورمہ کھلانا کوئی واجب نہیں ہے۔ غیر واجب کو واجب سمجھنا یہ بھی اسلام میں بہت بڑا جرم ہے، اس سے ضرر پہنچا ہے۔ آج کل معاشرہ ایسا خراب ہورہا ہے کہ شادی بیاہ کو سب کے لیے ایک مشکل مسئلہ بنادیا ہے۔

نکاح تو ایک عبادت ہے لیکن عبادت جب ہے جب سنت کے مطابق

ہو جس طرح سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہو، لہٰذا تمام حدیثوں سے ثابت ہے کہ ولیمہ سنت ہے بشرطیکہ ولیمہ بھی شریعت کے خلاف نہ ہو اور حیثیت سے بھی زیادہ نہ ہو کہ پانچ ہزار تنخواہ پاتا ہے لیکن ولیمہ قرضہ لے کر ایک لاکھ کا کر رہا ہے یہ بھی نام و نمود اور فخر کے لیے ہے، اس میں بھی شرکت جائز نہیں۔ دس دس ہزار، بیس بیس ہزار روپیہ کھانے میں جا رہا ہے۔ حیثیت سے زیادہ خرچ نہ کرو، ارے امام اور مؤذن کو بلا لو۔ دو آدمیوں سے بھی ولیمہ ہو جاتا ہے۔ چلو محلے کے کسی بڑے بوڑھے کو دو چار دوستوں کو بلا لو۔ آپ کسی مفتی سے پوچھ لیں کہ اگر دو چار آدمیوں کو بلا لیں تو ہماری سنت ولیمہ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

بیٹی والوں کی طرف سے نکاح کا کھانا سنت سے ثابت نہیں

لیکن بیٹی والا کھانے کی دعوت ہرگز نہ کرے لڑکے والوں کو کھانا بھی نہیں کھلائیں۔ اگر بیٹی کی شادی ہے تو رخصتی کے وقت لڑکے والوں کو کھانا تو بالکل نہیں کھلانا چاہیے۔ تعجب ہے کہ قرضہ لے لے کر بیٹی والا برادری کو کھلا رہا ہے، بیٹی والے کے لیے تو ولیمہ سنت ہے ہی نہیں۔ ہمارے پاس کتاب موجود ہے، دیوبند کے صدر مفتی نے اس بات سے رجوع کیا اور چالیس حدیثیں نقل کی ہیں کہ لڑکی کا ولیمہ ثابت نہیں ہے، یہ سنت کے خلاف ہے۔ عقل سے سوچیے کہ جس کی بیٹی جا رہی ہے اس کا دل تو غمگین ہے ایسے وقت اس سے دعوت کھانا عقل کے بھی خلاف ہے اور جو مہمان دور دراز کے شہروں سے آ گئے تو مہمانوں کو کھانا تو کھلاؤ مگر کارڈ چھپوا کر شامیانہ لگا کر ساری برادری کو شادی ہالوں میں لڑکی کی طرف سے کھانا مت کھلاؤ۔ تاکہ غریب جن کی پانچ چھ بیٹیاں ہیں ان پر بوجھ نہ پڑے۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا عمل

ہزار آدمی کھانا کھا گئے جس پر دس ہزار خرچ ہوئے یہ دس ہزار بالکل

ضائع ہوئے، اس پر کوئی اجر نہیں بلکہ خلافِ سنت عمل پر اندیشۂ مواخذہ ہے۔ اصلاح الرسوم میں بھی ہے اور ہمارے اکابر نے اس کا اہتمام کیا۔ میرے مرشد اوّل مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت کے اکابر خلفاء میں سے تھے، حضرت نے اپنی بیٹیوں کی شادی کی، نکاح پڑھا جو دو چار آدمی آئے کسی کو کچھ نہیں کھلایا اور بیٹی کو رخصت کر دیا۔

بیٹی والوں سے پوچھو کہ کیا مصیبتیں ہیں، لہٰذا جو شخص اپنی بیٹی کی شادی میں کھانا کھلائے گا اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن اس پر سنت کی مخالفت کا مقدمہ دائر ہوگا۔ ساتھ ساتھ یہ کہ معاشرے میں اس نے ایک بری رسم جاری کر کے مسلمانوں کی جیب کٹوانے کا انتظام کیا اور ان کو کرب وغم میں مبتلا کرنے کا سامان کیا۔

حضرت والا دامت برکاتہم کا عمل

میں جو یہ کہہ رہا ہوں تو میں نے خود بھی اس پر عمل کیا ہے۔ پہلے میں اپنا عمل پیش کرتا ہوں اگرچہ میرا عمل زیادہ اہمیت کا حامل نہیں لیکن چونکہ میں آپ سے خطاب کر رہا ہوں اور آپ مجھ سے حسنِ ظن رکھتے ہیں اس لیے بیان کرتا ہوں کہ میں نے بھی اپنی بیٹی کا ولیمہ نہیں کیا، میری ایک ہی بیٹی تھی، میں نے اپنی بیٹی کی شادی اس طرح کی کہ عصر کے بعد نکاح ہوا، میں نے مہمانوں کو چائے کی ایک ایک پیالی، دال موٹھ اور کچھ بسکٹ وغیرہ کھلا کر مغرب کے بعد رخصتی کر دی۔

حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کا عمل

میرے شیخِ ثانی شاہ ابرارالحق صاحب کی ایک ہی بیٹی تھی، اللہ نے ان کو بہت دیا ہے چاہتے تو بہت خرچ کر سکتے تھے لیکن میرے شیخ نے اپنے سمدھی جو دارالعلوم دیوبند کی مجلسِ شوریٰ کے رکن، علی گڑھ کے پرانے حکیم اور

طبیہ کالج کے پروفیسر تھے، اُن سے فرمایا کہ میری بیٹی کے نکاح اور رخصتی میں آپ آئیں گے اور آپ کا بیٹا جو میرا داماد بننے والا ہے وہ اور ایک لڑکا اور آئے گا اس سے زیادہ نہیں آئیں گے۔

اب شادی کی بعض رسومات مختصراً بیان کرتا ہوں، جس کو تفصیل چاہیے، وہ بہشتی زیور کا حصہ ٦ پڑھ لے۔

* ناچ گانے کی رسم: شادیوں میں ناچ گانا دو طرح ہوتا ہے۔ایک تو مردانے میں گانے والی بلا کر کرایا جاتا ہے، دوسرا وہ ناچ جو خاص عورتوں کی محفل میں ہوتا ہے، دونوں حرام اور ناجائز ہیں۔

*مہندی مایوں اور بَری کی رسم

* جہیز مانگنے کی رسم

* اپنی حیثیت سے زیادہ جہیز دینے کی رسم

*موسیقی کا اہتمام

* برقی قمقمے اور نام ونمود کی رسم

*سہرا باندھنے کی رسم

* دولہا کو ہار پہنانے کی رسم

*عورتوں مردوں کا بے پردہ آمنے سامنے جمع ہونا

*مہر کو زیادہ ٹھہرانے کی رسم: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خبردار! مہر زیادہ مت ٹھہراؤ۔ اگر یہ دنیا میں عزت کی اور اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے زیادہ مستحق تھے۔

رسومات کے بائیکاٹ میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کریں

اگر ہم لوگ عمل نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔خانقاہ میں آنے والو!

اور داڑھیاں رکھنے والو! اور بزرگوں کے ساتھ تعلق جوڑنے والو! یہ اجتماع اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہوتا ہے، اگر ہم لوگ مخلوق سے ڈرتے رہیں گے تو کبھی دین نہیں پھیلے گا، خوفِ مخلوق آپ کو تباہ کر کے رہے گا۔ دل میں خوفِ خالق پیدا کریں، عزت اللہ کے اختیار میں ہے۔ یہ مت سوچیں کہ برادری ہماری ناک کاٹ لے گی، برادری کے اختیار میں ہماری ناک نہیں ہے، ہماری ناک خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر ہم لوگ مل کر کام کریں، عہد کر لیں تو آج ہمارا عمل دیکھنے سے کتنے لوگوں میں ہمت پیدا ہوگی۔

مجلس منکرات سے بچنے والے ایک عالم ربّانی کا واقعہ

اس طرح سے رسوم مٹائیں۔ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے سگے بھائی کے یہاں ایک شادی ہوئی جس میں بہت بڑی تعداد میں باراتیوں کی دعوت کی گئی۔ حضرت والا نے فرمایا کہ میں اس میں شرکت نہیں کروں گا، ماں رونے لگی کہ شرکت کیوں نہیں کرتے۔ کہا کہ نہیں مجھ پر کچھ ذمہ داریاں ہیں، خدا نے مجھے عالم بنایا ہے، میں کیسے اس تقریب میں شرکت کروں جس سے دوسروں کو منع کرتا ہوں۔

اس کو عالم کہتے ہیں! یہ نہیں کہ جہاں چاہا فوٹو کھنچوالئے، دولہا صاحب کے پاس کیمرہ ہے اب وہ فوٹو کھینچ رہا ہے، نکاح پڑھانے والے بھی فوٹو کھنچوا رہے ہیں، بہت زیادہ کیا تو منہ پر رومال ڈال لیا لیکن رومال ڈالنے سے نجات تھوڑی ہوگی، اُس منحوس مجلس میں شرکت جائز نہیں جہاں اللہ کی نافرمانی ہو رہی ہو، ویڈیو کیمرہ و مووی بن رہی ہے، مرجاؤ لیکن اس میں شرکت مت کرو۔ مووی کے معنی موت کے بھی ہیں، ہندوستان کے گاؤں میں ایک عورت دوسری کو گالی دیتی ہے تو موئی کہتی تھی یعنی مرو۔ تو آج کل موئی کے وزن پر مووی بن گئی ہے۔ یہ ایک بات عرض کر دی، ہمارا

کام بار بار کہنا ہے اگر ہم مل کر کوشش کریں گے تو ان شاء اللہ قیامت کے دن سرخرو ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے راضی اور خوش ہو جائیں گے۔

مال داروں کی ذمہ داری

جن لوگوں کو اللہ نے پیسہ دیا ہے کیا اُن پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ سادگی سے شادی بیاہ کر کے غریبوں کی بیٹیوں کے لئے راستہ ہموار کریں۔ اگر آپ کو مال خرچ کرنے کا بہت جوش ہے تو مسجد اور مدرسہ میں لگا دو، اپنی بیٹی کے ہی نام روپیہ جمع کرا دو لیکن معاشرہ کی اصلاح آپ پر فرض ہے، غریبوں پر بھی فرض ہے اور امیروں پر بھی بلکہ امیروں پر تو زیادہ فرض ہے۔ ہم دولت کے نشہ میں معاشرہ کو ایسی رسومات میں مبتلا نہ کریں کہ غریب خاندان والے کہنے لگیں کہ اگر ہم اتنا مال خرچ نہیں کریں گے تو بدنامی ہوگی، اگر ایک بچے کو پیچش ہوتی ہے، تو اس کی رعایت سے ماں دوسرے تندرست بچوں کو بھی کباب نہیں دیتی کہ تمہارے کباب کو دیکھ کر میرا بیمار بچہ روئے گا۔ ایسے ہی امت کا خیال کرو، نفسی نفسی نہ کرو۔

اس دفعہ میں نے لاہور میں صیانۃ المسلمین کے اجتماع میں ایک شخص سے پوچھا جو کشمیر کے رہنے والے ہیں کہ آپ کی کتنی لڑکیاں ہیں؟ کہا گیارہ لڑکیاں ہیں، اس سال ایک اور پیدا ہوگئی، ایک درجن ہوگئیں۔ اگر ہم ان رسومات کو نہیں مٹائیں گے تو ان بیٹیوں کا کیا ہوگا؟ لہٰذا ایسی سنگ دلی اور سخت دلی مت دکھاؤ کہ غریبوں کی بیٹیاں جائیں چولہے میں، ہمارے پاس تو دولت ہے ہم تو خوب ٹھاٹ سے شادی کریں گے۔ اگر ایسی ہی دولت ہے تو غریب بیٹیوں کی شادیاں کرا دو۔ پھر بھی ہم یہ نہیں کہتے کہ بہت بخیلی کرو، دکھاوا پر خرچ کرنے کے بجائے یہی مال اور پیسہ اپنی بیٹیوں کو دے دو لیکن ان رسومات کو مٹانا ہر شخص اپنے ذمہ ضروری سمجھے، یہ ہماری غلطی ہے کہ ہم نے معاشرہ میں غیر اسلامی رسمیں رائج کی

ہیں اس کے لیے خاص طور پر آپ لوگ ہمت کیجیے، نہی عن المنکر کی جماعت الگ بنانے کی ضرورت ہے اور برائیوں کو مٹانے کے لیے آپ سب اس میں داخل ہوجائیں۔ خصوصاً جو لوگ خانقاہ میں آتے ہیں، میرے دوست احباب جتنے یہاں بیٹھے ہیں میں سب سے یہی گذارش کرتا ہوں۔

ایک لڑکی کی خودکشی کا واقعہ

دوستو! میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے اسی مسجد میں بیان فرمایا تھا کہ حیدر آباد دکن میں ایک لڑکی غریب تھی، جہیز کم ہونے کی وجہ سے اس کے رشتے واپس ہوجاتے تھے، جب کئی رشتے واپس ہوگئے تو ماں کے منہ سے اتنا نکل گیا کہ تو کیسی منحوس ہے کہ تیرا کوئی رشتہ ہی نہیں آتا بس اسی رات اس نے خودکشی کرلی۔ یہ بیان کرکے حضرت رونے لگے، خود میرے بھی آنسو نکل آئے۔ حالانکہ حدیث موجود ہے کہ بابرکت نکاح وہ ہے جو کم خرچ ہو لیکن رسومات نے اس عبادت کو اتنا مہنگا کردیا جس کی کوئی حد نہیں، اسی وجہ سے بیٹی والے سود پر پیسے لیتے ہیں اور رشوتیں کھا رہے ہیں۔

اگر آج ہم آپس میں طے کرلیں کہ ہمیں شادی بیاہ میں کم خرچ کرنا ہے، ولیمہ بھی سستا کرو اگر اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ دیا ہے تو زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار روپے تک کا کھانا کھلا دو ورنہ بزرگوں سے بارات میں تین چار آدمی بھی ثابت ہیں۔ حیدر آباد میں ایک نیک خاندان نے ولیمہ کیا، مسجد کے امام و موذن خادم، لڑکے اور اس کے باپ دادا سمیت پانچ آدمیوں کو بلا لیا اور ولیمہ کھلا دیا۔ کیا ضرورت ہے زیادہ خرچ کرنے کی، اگر دولت کا اتنا نشہ ہے تو غریب بیٹیوں کی شادی کروادو جن کے والدین کے پاس پیسوں کی کمی ہے یا کوئی اور نیک کام کردو اور کچھ نہیں کرتے تو اپنی بیٹی داماد کو پیسہ دے دو۔

دن ہی دن میں شادی کریں

نمبر تین رات کو نکاح ہی نہ پڑھائیں، دن ہی دن میں سب معاملہ کرلیں تو بجلی کا بل بھی ادا نہیں کرنا پڑے گا۔ رات ہونے ہی نہ دیں، کہ بجلی کا بل آئے۔ جمعہ کے دن عصر بعد نکاح، ایک پیالی چائے یا گرمیوں میں ٹھنڈی بوتل پلادیں اور مغرب کے بعد فوراً رخصتی کردیں۔ زیادہ آدمیوں کو کیوں بلائیں؟ آپ کے گھر میں جتنی جگہ ہو اتنے ہی بلائیے۔

مہنگے جہیز کا بائیکاٹ

نمبر چار مہنگے جہیز کا بائیکاٹ کیجیے۔ ایسی جگہ ہرگز شادی نہ کریں جہاں جہیز کا مطالبہ ہو خواہ کوئی بدنام کرے یا کچھ بھی کرے اور لڑکے والوں کو بھی چاہیے کہ لڑکی والوں سے لڑکی تو مانگیں لیکن جہیز کی فرمائش نہ کریں، بیٹی والوں سے دولت اور مال نہ مانگیں، کار اور موٹر نہ مانگیں، امریکہ جانے کا کرایہ نہ مانگیں، ڈگری لینے کے لئے خرچہ نہ مانگیں، بھیک نہ مانگیں کیونکہ یہ بھی بھیک مانگنا ہی ہے۔ جہیز بیٹی کا حق ہے، باپ دے نہ دے، اور جو دے اس پر راضی رہو۔ بیٹی کو اس طرح طعنہ دینا کہ تمہارے باپ نے کچھ نہیں دیا یہ حرام ہے، یہ گناہِ کبیرہ ہے کیونکہ وہ بیٹی کا مال ہے۔ کوئی اپنی بیٹی کو چار پائی دے دیتا ہے، مُصلّٰی دے دیتا ہے، قرآن شریف دے دیتا ہے، ایک لوٹا دے دیتا ہے، ایک تسبیح دے دیتا ہے تو اپنی حیثیت کے مطابق جو بھی دے دے اس پر راضی رہو، نان ونفقہ داماد صاحب کے ذمہ ہے، لیکن آج بیٹی والے سے کہا جاتا ہے کہ میرا لڑکا ایم ایس سی ہے، اس کو امریکہ بھیجنا ہے، اس کا خرچہ آپ کو دینا پڑے گا، امریکہ کا گرین کارڈ دِلانا پڑے گا، موٹر سائیکل دینی پڑے گی اور اگر اور زیادہ

لالچی ہے وہ تو کہتا ہے کہ کار بھی دو، فریج بھی دو، یہ رشوت ہے رشوت۔ سن لو! یہ حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے، گناہِ کبیرہ ہے۔ لڑکی والوں کو اس طرح پریشان کرنا کہ ہم بیٹی اس وقت قبول کریں گے جب تم ہمارے بیٹے کو امریکہ بھجواؤ گے، وہاں کا خرچہ دو گے، ٹھیک نہیں ہے، یہ بھیک مانگنا معاشرہ کا ناسور اور کینسر ہے، یہ کھلم کھلا بے غیرتی ہے۔ نہایت ہی بے غیرت ہے وہ داماد اور داماد کے والدین جو بیٹی والے سے کہتے ہیں کہ ہمیں بیٹے کے لیے موٹر بھی ملے۔ ارے کمبخت! بھیک مانگنے والے! تجھے شرم نہیں آتی؟ غیرتِ انسانیت اور حیا کے خلاف ہے کہ بیٹی والے سے یہ سب چیزیں مانگ رہے ہو تو جو رشوت کا حکم ہے وہی اس کا حکم ہے۔ وہ پندرہ سولہ سال پال کر اپنے کلیجے کا ٹکڑا اپنی بیٹی دے رہا ہے اور تم ظلم بالائے ظلم کرتے ہو، یہ تمہارے گھر میں اپنی پلی پلائی بیٹی، اپنے جگر کا ٹکڑا دے رہے ہیں پھر وہ تمہیں کار بھی دیں، فلیٹ بھی دیں اور امریکہ پڑھنے کے لیے خرچہ بھی دیں، یہ کیا چیز ہے؟ آج بہت سی بیٹیاں اسی منحوس رسم کی وجہ سے خودکشیاں کر کے حرام موت مر رہی ہیں۔

سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچہ کم ہو

تو میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ جتنی چیزیں اللہ کی نافرمانی کی ہیں ان سب سے بچیں۔ اور شادی کے بارے میں آج جو میں نے حدیث پڑھی ہے کہ:

((اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَئُوْنَۃً))

(مشکوٰۃُ المصابیح (قدیمی)، کتابُ النکاح ص۲۶۸)

یعنی سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچہ کم ہو۔ اگر مسجد کی دری پھٹی ہے اور کسی نے کہا کہ حضور! ہزار گز کے بنگلے میں رہنے والے سیٹھ صاحب! ذرا مسجد میں نئی دری ڈلوادیں تو سیٹھ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ابھی

بیٹی کی شادی کی ہے، مقروض ہوگیا ہوں، آج کل کڑکی ہے۔ میمنی زبان میں پیسہ کی تنگی کو کڑکی بولتے ہیں۔ اور کڑکی کے کیا معنی ہیں؟ جب مرغی انڈا نہیں دیتی ہے تو اسے کہتے ہیں کہ مرغی کُڑک ہوگئی ہے، تو اسی کُڑکی سے کڑکی نکلا ہے یعنی ان کے بزنس نے مثل کُڑک مرغی کے انڈا دینا چھوڑ دیا ہے، کاروبار میں نفع نہیں ہورہا ہے، تو مسجد میں چندہ دینے کے وقت سیٹھ صاحب کے یہاں کڑکی ہوجاتی ہے، کسی غریب کی بیٹی کے لیے مشورہ دیا جائے کہ اس کی شادی کا خرچہ برداشت کرلیں تو کہتے ہیں کہ صاحب! آج کل مقروض ہوں لیکن جب یہی بنگلہ والا اپنی بیٹی کی شادی کرتا ہے تو پھر اس میں مووی بھی بنتی ہے، ڈیکوریشن شامیانے، بجلی کے بل ادا کرنے کے لیے بھی لاکھوں روپیہ آجاتا ہے اور لڑکی والا لمبی چوڑی کھانے کی دعوت کرتا ہے جبکہ لڑکی والے کے لیے کھانا کھلانا سنت سے ثابت نہیں ہے، چاہو تو دو چار مہمانوں کو چائے، یا ٹھنڈا مشروب اور بسکٹ وغیرہ کھلا دو۔ اسی طرح حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اصلاح الرسوم میں لمبی چوڑی بارات لے جانے کا بھی رَد کیا ہے۔ آہ! میرے شیخ شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے اپنے سمدھی حکیم افہام اللہ صاحب سے فرمایا کہ جب اپنے بیٹے کو میری بیٹی سے نکاح کے لیے ہردوئی لانا تو تین آدمیوں سے زیادہ مت لانا، خود آیئے، بیٹے کو لایئے اور ایک بچہ ساتھ لے آئیں۔ یہ ہے اللہ والوں کی شان! اگر آج اُمت اس طرح شادیاں کرے تو کسی کی بیٹی گھر میں بیٹھی نہیں رہ سکتی، غریب سے غریب لڑکی کی بھی شادی ہوجائے گی۔

سادگی سے اولاد کی شادی کرنے کا فائدہ اور صدقۂ جاریہ

تو لڑکی والا کھانا کیوں کھلائے؟ اگر کسی کے پاس بہت مال و دولت ہے تو بھی کھانا مت کھلائیں، وہی پیسہ بیٹی کو دے دیں، داماد کو دے دیں، مسجد

میں دے دیں، کسی غریب طالبِ علم کو پڑھوا دیں، کسی غریب کی بیٹی کی شادی کروا دیں لیکن آپ کی اس احتیاط سے، آپ کے اس عمل سے دوسرے غریب لوگوں کو موقع مل جائے گا کہ فلاں چوہدری صاحب یا فلاں رئیس نے بھی اپنی اولاد کی ایسی سادگی سے شادی کی ہے لہٰذا ہم بھی ایسی ہی سادگی سے شادی کریں گے۔ یہ سادگی کا عظیم الشان فائدہ ہے اور ان رئیس صاحب کے لئے صدقہ جاریہ ہوگا، ورنہ جب غریب دیکھتا ہے کہ سارا خاندان تو ایسا کرتا ہے تو وہ بے چارہ بھی قرضہ لیتا ہے۔ لوگوں نے اس چکر میں سودی قرضہ تک لے لیا کیونکہ ایمان اتنا قوی نہیں تھا۔

ولیمہ میں ہر شخص کو دعوت دینا لازم نہیں

حیدر آباد سندھ میں ایک شادی ہوئی، ان صاحب نے دعوتِ ولیمہ جو سنت ہے، اس میں صرف پانچ آدمی بلائے، داماد کو، اُس کے باپ کو، مؤذن کو، امام کو اور ایک کسی اور کو۔ تو مؤذن بھی غریب اور امام بھی غریب۔ سبحان اللہ! میں نے ان سے کہا کہ آپ کو یہ ولیمہ مبارک ہو۔ تو دعوتِ ولیمہ کو بھی آسان کریں، کم سے کم خرچ کریں، وہی پیسہ بچا کر بیٹی کو، بیٹے کو دے دیں۔ بڑی بڑی دعوتوں سے کچھ واہ واہ نہیں ملے گی، یہ سب شیطان بے وقوف بنا رہا ہے۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ میں بھی ہے کہ جو لوگ اس طرح دعوتوں پر پیسہ خرچ کرتے ہیں کہ دو دو ہزار، پانچ پانچ ہزار مہمانوں کو بلا لیا، تو کس کتاب میں لکھا ہے کہ ولیمہ اتنا شاندار کرنا ضروری ہے؟ دس بیس افراد بھی ولیمہ کے لئے کافی ہیں، اس بات سے نہ ڈریں کہ اگر کسی کو نہ بلائیں گے تو وہ ناراض ہوگا، مخلوق کی ناراضگی کی پرواہ نہ کریں اللہ اور رسول کے حکم پر نظر رکھیں۔

اب اس بارے میں آپ کو ایک حدیث پاک سناتا ہوں:

((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ۔۔۔۔اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ))

(الصحیح البخاری (قدیمی) ج ۲ ص ۷۷۴، باب الصفرة للمتزوج)

کہ مدینہ پاک میں ایک صحابی حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی مگر اپنی شادی میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں بلایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کپڑوں پر زعفران کے پیلے دھبّے دیکھ کر فرمایا کہ یہ کیسے دھبے ہیں؟ تو عرض کیا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرلیا ہے۔ تو دعوت میں سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ کی چھوٹی سی بستی میں نہیں بلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض بھی نہیں ہوئے۔

اس لئے اگر کوئی شادی میں نہ بلانے پر ناراض ہوتا ہے تو اس کو یہ حدیث سناؤ کہ نبی تو شادی میں نہ بلانے پر ناراض نہیں ہوئے، تم نبی سے اونچے نہیں ہو جو ناراض ہورہے ہو۔ یہی پیسہ بچائیں اور کسی نیک کام میں لگائیں اور رہ گئی واہ واہ اور عزت تو عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے، آپ کو سنت پر عمل کرنے کی برکت سے اللہ اور زیادہ عزت دے گا کہ مالدار ہونے کے باوجود ایسی سادگی سے نکاح کیا۔

یہی پیسہ بچا کر غریبوں کی بیٹیوں کی شادی کرادیں، مساجد و مدارس میں خرچ کردیں یا اپنی بیٹی، اپنے داماد اور بیٹے ہی کو دے دیں ورنہ جو لوگ ہزاروں لاکھوں روپے دعوتوں پر خرچ کرتے ہیں اس کا انعام کیا ملتا ہے؟ لوگ سب کچھ اُڑا کر یہی کہتے ہیں کہ کھانے میں نمک بہت تیز تھا، گوشت بڈھے بکرے کا تھا، چمڑے کی طرح کا گوشت تھا، میرا تو دانت ہل گیا، اتنا گھی ڈال دیا کہ پیٹ میں دست بدست جنگ ہونے والی ہے، ابھی سے پیٹ گُڑگُڑ

کررہاہے۔مخلوق سے کہیں تعریف ملتی ہے؟حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک قصہ سنایا کہ ایک بخیل بنیا تھا۔ پیٹ کاٹ کاٹ کر پیسہ جمع کیا اور جب بیٹی کی شادی کی تو سارے گاؤں کو دعوت دے دی کیونکہ کافر عزت وجاہ کا بھوکا ہوتا ہے، اس نے سب گاؤں والوں کو آلو پوری اور حلوہ کھلایا، ہندوستان میں آلو پوری بہت مزیدار ہوتی تھی اور ساتھ ہی ایک ایک اشرفی بھی انعام میں دی، اشرفی سونے کی ہوتی ہے۔اور جب سب مہمان جانے لگے تو جلدی سے دوڑ کر گاؤں کے باہر ایک درخت پر بیٹھ گیا کہ آج ذرا تعریف سن کر خوش ہوجاؤں۔مال تو گیا ،زندگی بھر میں نے چمڑی دے دی مگر دمڑی نہیں دی لیکن آج بیٹی کی شادی میں ذرا واہ واہ لینے کے لئے میں نے اتنا خرچہ کیا تو دیکھوں کہ آج میری کتنی تعریف ہوتی ہے۔تو آلو پوری کھا کر اور ایک ایک اشرفی لے کر سب یہی کہتے ہوئے گذرے بڑا ہی کنجوس مکھی چوس تھا۔ارے!صرف ایک اشرفی دی۔کمبخت کو پانچ اشرفی دینا چاہیے تھا۔جب تین چار گالیاں سنیں تو مارے غم کے، اس کی دھوتی ڈھیلی ہوگئی اور جلدی سے درخت سے نیچے اُتر کر صدمہ سے گھر میں جا کر لیٹ گیا کہ اتنا پیسہ بھی چلا گیا اور تعریف بھی نہ ملی۔

بیوی کے ماں باپ یعنی ساس سسر کے حقوق

اب میں نے بیان کے شروع میں جو دو آیتیں تلاوت کی تھیں کہ:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾

(سورۃ النساء،آیۃ:۱)

یعنی اللہ سے ڈرو جس کا تم واسطہ دے کر دوسروں سے اپنے حقوق مانگتے ہو،تو تم بھی اہلِ قرابت کے حقوق ادا کرو،ان سے صلہ رحمی کرو۔اس آیت کی تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے کہ خون کے رشتوں سے مراد صرف اپنے ماں باپ ہی نہیں ہیں بلکہ بیوی کے ماں باپ بھی خون کے رشتوں میں شامل ہیں۔

تفسیر روح المعانی کی عربی عبارت سن لیجیے یعنی صلہ رحمی، خون کا رشتہ کیا ہے؟

((اَلْمُرَادُ بِالْاَرْحَامِ اَلْاَقْرِبَآءُ مِنْ جِهَةِ النَّسَبِ وَمِنْ جِهَةِ النِّسَآءِ))

(روح المعانی جلد۴ ص ۵۳۸ (مکتبہ رشیدیہ))

خون کے رشتوں سے مراد صرف اپنے ماں باپ نہیں ہیں، بلکہ بیوی کے ماں باپ، بھائی بہن بھی خون کے رشتوں میں شامل ہیں، بیوی کے ماں باپ کا اکرام اور احترام مثل اپنے ماں باپ کے ہے۔ بیوی کے بھائی کو سالا نہیں کہنا چاہیے، انہیں برادرِ نسبتی، برادر اِن لاء یا بچوں کا ماموں کہہ دو لیکن سالا نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ اچھا لفظ نہیں ہے، یہ لفظ کہنے سے لوگ شرما جاتے ہیں لہٰذا جو لفظ معاشرہ میں غیر مہذب ہو جائے اور اس سے کسی کی بے عزتی ہو تو اس کو مت بولو۔

اور میں نے دوسری آیت پڑھی تھی:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾

(سورۃ الاحزاب، آیۃ:۷۰،۷۱)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جب بات کرو تو راستی کی بات کرو، عدل اور اعتدال سے تجاوز نہ کرو، ایسی بات کرو جو تمہاری سسرال سے اور تمہاری بیوی سے محبت میں اضافہ کا باعث بنے، غصہ سے مغلوب ہو کر ایسی بات منہ سے مت نکالو کہ لڑائی شروع ہو جائے، ﴿وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ﴾ اصلاح اور درستی کی بات کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول فرمالیں گے۔ معلوم ہوا کہ جس کے گھر میں میاں بیوی سے اور سسرال والوں سے لڑائی ہوتی ہے اس کے اعمال کی قبولیت خطرہ میں پڑ جاتی ہے لہٰذا اصلاح اور درستی کی بات کرو، بیویوں کی خطائیں معاف کرو، خود

اللہ تعالیٰ نے بیویوں کی سفارش فرمائی ہے، اللہ، اللہ ہوکر اتنے بڑے مالک ہوکر فرماتے ہیں:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾

(سورۃ النساء، آیۃ:۱۹)

اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ، ان کی خطاؤں کو معاف کردو۔

بیوی کی خطاؤں کو معاف کرنے کا انعام

ایک شخص کی بیوی سے کھانے میں نمک تیز ہوگیا۔ اس نے نمک تیز کرنے پر بیوی کو کچھ نہیں کہا اور تلخ لقمہ حلق میں اُتارلیا، جب وہ انتقال کرگیا تو اللہ تعالیٰ نے اسی ادا پر اسے معاف کردیا کہ تم نے میری بندی کے نمک تیز کرنے کو معاف کیا تھا اور اسے بالکل ڈانٹا ڈپٹا نہیں تھا تو اسی عمل پر ہم تم کو معاف کرتے ہیں۔ تو اپنی بندیوں سے خدائے تعالیٰ کو ایسی ہی محبت ہے جیسا کہ ہم لوگوں کو اپنی بیٹیوں سے ہے بلکہ اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو اپنی بندیوں سے محبت ہے، غیر محدود محبت ہے۔ اپنی بیٹی کے لیے تو ہم تعویذیں مانگتے ہیں کہ ایسا تعویذ دے دیں کہ میرا داماد مثل دنبہ بن جائے، میں نے بچپن میں یہ قصہ اپنی دادی سے سنا تھا کہ بھیا! بنگال مت جانا، وہاں ایسا جادو کرتے ہیں کہ شوہر کو دنبہ بنالیتے ہیں، دن بھر بھوسی کھاتا ہے، رات کو پھر جادو کے زور سے آدمی بن جاتا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ میں بنگلہ دیش ہوآیا ہوں، اس بات کی بھی تحقیق کی تو معلوم ہوا بالکل بے اصل، من گھڑت بات ہے۔

اپنے داماد کو تو چاہتے ہو کہ دنبہ بن جائے یعنی تمہاری بیٹی پر مہربان اور محبت والا بن جائے تو اپنی بیویوں کے ساتھ بھی تو ایسا ہی سلوک کرو جیسا سلوک تم اپنے داماد سے چاہتے ہو کہ وہ تمہاری بیٹی سے کرے۔ اس لئے اپنی بیویوں سے اچھے سلوک سے پیش آؤ اور ان کی خطاؤں کو معاف کرو، پھر کیا ہوگا؟

﴿یُصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ﴾ اللہ تمہاری خطا معاف کرے گا اور تمہارے اعمال کو قبول کرے گا۔

محض لغت سے قرآن پاک کو سمجھنا جہالت ہے

﴿یُصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ﴾ کا ترجمہ حضرت حکیم الامتؒ نے تفسیر خازن کے حوالے سے لکھا ہے کہ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((یَتَقَبَّلُ حَسَنٰتِکُمۡ))

(بیان القرآن: ج۳ص ۱۹۲، مطبع تالیفات اشرفیہ ملتان)

جتنے عربی دان بیٹھے ہیں ذرا ان سے پوچھیں کہ اَصۡلَحَ یُصۡلِحُ کے کیا معنی ہیں؟ اَصۡلَحَ یُصۡلِحُ کے معنی ہیں اعمال کی اصلاح کرنا۔ لیکن محض لغت کا ترجمہ یہاں کافی نہیں ہے، مستند ترجمہ وہی ہے جو صحابہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سمجھا، آج جو لوگ صحابہ کو درمیان سے نکال رہے ہیں اور براہِ راست قرآن سے اور حدیث سے دین سمجھنا چاہتے ہیں وہ ہرگز نہیں سمجھ سکتے جیسے بغیر تشریح کے ایک شاعر کی بات نہیں سمجھ سکتے۔ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک شاعر نے کہا تھا ؎

خَاطَ لِیۡ عَمۡرٌو قَبَآء
یَالَیۡتَ عَیۡنَیۡہِ سَوَآء

عمرو نے (جو ایک آنکھ سے کانا تھا) میرے لیے ایک قبا سی ہے، کاش! اُس کی دونوں آنکھیں برابر ہوجائیں۔ تو اب اس شعر کے دو معنی ہوگئے یعنی اگر ناراضگی میں کہا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو صحیح آنکھ ہے وہ بھی اندھی ہوجائے اور اگر خوش ہوکر کہا تو یہ مطلب ہوا کہ جو کانی آنکھ ہے وہ صحیح ہوجائے۔ تو اس شعر کو سمجھنے کے لئے شاعر کے اُن ساتھیوں کو تلاش کرنا پڑا جو شعر کہنے کے وقت

موجود تھے تاکہ شعر کا صحیح مطلب سمجھا جاسکے۔ آج بھی حدیث کو سمجھنے کے لیے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھنے والوں کو تلاش کرنا پڑتا ہے کہ حدیث بیان کرتے وقت آپ کے چہرۂ مبارک پر کیا تاثرات تھے تاکہ اس لفظ کے معنی متعین کیے جائیں لہٰذا بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن کو لغت سے سمجھ کر ہر پروفیسر مفسر ہوسکتا ہے تو ایسے لوگ بددین اور جاہل ہیں۔

تعلیم قرآن کے تین آداب اور تین فوائد

مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے اپنے مدرسہ میں بچوں کو قرآن مجید کے تین آداب سکھائے ہوئے ہیں۔ نمبر ۱: محبت سے پڑھیں کیونکہ پالنے والے کا کلام ہے۔ نمبر ۲: عظمت سے پڑھیں کیونکہ بہت بڑے مالک کا کلام ہے۔ نمبر ۳: اس دھیان سے پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ میرا کلام پڑھ کر سناؤ، دیکھیں، کیسا پڑھتے ہو۔ اور قرآن پاک کے تین فائدے سکھائے ہوئے ہیں۔ نمبر ۱: قرآن پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ نمبر ۲: قرآن پاک کی تلاوت سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے۔ نمبر ۳: ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، چاہے سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ الٓمّٓ پڑھا تو تیس نیکیاں مل گئیں، کون ظالم ہے جو الٓمّٓ کے معنی سمجھنے کا دعویٰ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے معنی کوئی نہیں سمجھتا۔ اسی لیے مفسرین لکھتے ہیں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ ذٰلِکَ اللہ ہی اس کے معنی جانتا ہے۔ ایسے حروف کو حروفِ مقطعات کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں مثال بھی ایسی دی گئی جس لفظ کے معنی کوئی نہیں جانتا کیونکہ علمِ الٰہی میں تھا کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ کہیں گے کہ بغیر سمجھے قرآن پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں، ایسے نالائقوں کا رد کرنے کے لئے مثال حروفِ مقطعات کی اللہ تعالیٰ نے زبانِ نبوت

سے کہلوائی جن کے معنی کوئی نہیں جانتا۔تو جو شخص یہ کہے کہ ہر حرف پر دس نیکیاں نہیں ملتیں یا قرآن پاک کو بغیر معانی سمجھے پڑھنا بالکل بیکار ہے، کچھ فائدہ نہیں ہے تو ایسا شخص یا تو بددین ہے یا جاہل ہے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں بغاوت کررہا ہے کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توالٓمّٓ کی مثال دے رہے ہیں قیامت تک جس کے معنی نہ سمجھ سکیں گے اوران کو یقین کرنا پڑے گا کہ بغیر معنی سمجھے بھی تیس نیکیاں ملتی ہیں۔سبحان اللہ! زبانِ نبوت سے کیا مثال دلائی گئی، یہ سب اللہ تعالیٰ ہی بیان فرماتے ہیں کیونکہ قرآن قیامت تک کے لیے نازل ہوا ہے اور دین بھی قیامت تک کے لیے ہے۔بس دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَاوَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ، جولوگ دعا کے پرچے بھیجتے ہیں، جب وقت کم رہ جاتا ہے تو میں وہ عمل کرتا ہوں جوایک بزرگ نے کیا جب ان کے پاس ایک ہزار پرچے دعا کے لئے آ گئے،تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا اے اللہ! میں کمزور ہوں اور اتنا وقت بھی نہیں کہ سب پرچے پڑھ سکوں۔ان پرچوں میں جو جو جائز حاجات لکھی ہیں،آپ ان سے باخبر ہیں، بتاؤ بھئی! اللہ ہمارے دل کے حال کو جانتا ہے یا نہیں؟ لہٰذا سب لوگ اپنے اپنے دل میں اپنی حاجات کا خیال کرلیں۔اب میں دُعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! آپ علیم بھی ہیں خبیر بھی ہیں، میری بھی اور سامعین کی بھی تمام جائز حاجات کو پورا فرما دیجئے۔اے اللہ! ہم سب کے تمام دلی مقاصد کو جو آپ کے علم میں جائز ہوں اور ہمارے لیے مفید ہوں ان تمام نیک مقاصد میں ہم سب کو بامراد فرما اور ہماری روحانی اور جسمانی تمام بیماریوں کو دور فرما کر ہمیں شفا عطا فرما، جتنے بیمار ہیں سب کو اللہ صحت نصیب فرما اور جتنے لوگ کسی روحانی بیماری یعنی گناہ میں مبتلا ہیں،غفلت ومعصیت کے

کینسر میں جو مبتلا ہیں، جو خدا کے غضب اور قہر کی گرفت میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو توفیقِ توبہ دے دے، ہم سب کو ایسی توبہ دے دے اور ہمارے قلب و جان کو اپنی ذات پاک کے ساتھ اس طرح چپکا لے کہ سارا عالم ہمیں آپ سے ایک اعشاریہ بھی الگ نہ کر سکے اور ہماری اور ہمارے گھر والوں کی اور ہمارے دوستوں کی اور ان کے گھر والوں کی ہر سانس اے خدا! آپ پر فدا اور قربان ہو تاکہ ہماری زندگی کی ہر سانس قیمتی بن جائے، مبارک بن جائے۔ اے اللہ! ہم ایک سانس بھی آپ کی ناراضگی میں اور گناہوں میں جینے سے پناہ چاہتے ہیں لہٰذا ہم سب کی تمام گناہوں سے حفاظت فرما، ہمیں گناہوں سے نفرت نصیب فرما، ہم کو تقویٰ والی اور اولیاء صدیقین اور اللہ والوں کی زندگی نصیب فرما۔ جو خواتین ہمارے ہاں آتی ہیں اے اللہ ان کی، ہماری اور ہمارے سب دوستوں کی اصلاح فرما دے اور جو لوگ یہاں نہیں آتے، ہمارے نوجوان، بچے، بوڑھے، عورتیں اور رشتہ دار اے اللہ! سب کی اصلاح فرما دے، سارے عالم کے ہر مؤمن کی اصلاح فرما دے۔ اللہ ہم سب کو عافیت دارین نصیب فرما دے، ہر مؤمن کو عافیت دارین نصیب فرما دے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَاۤ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ یَاۤ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

فہرست مواعظِ اختر

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱) شادی بیاہ کی رسومات کی اصلاح
۲) دینی خدام کے غموں کی تسلی
۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم القدر دعا
۴) تمنائے بستی صالحین اور دینی شان و شوکت
۵) مجاہدہ اور تسہیل الطریق
۶) گنہگاروں کے لیے مژدۂ جاں فزاء
۷) اولیاء اللہ کی حسین زندگی
۸) ترکِ گناہ کے لذیذ طریقے
۹) اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز
۱۰) وطنِ آخرت کی تیاری
۱۱) ایمان پر خاتمہ کے سات انمول نسخے
۱۲) امراضِ روحانی کے معالجات
۱۳) راہِ سنت اور قلبِ سلیم
۱۴) مشیتِ الٰہی اور تزکیۂ نفس کا ربط
۱۵) کیفِ آہ وفغاں
۱۶) گمراہی کے اندھیرے اور سنت کا نور
۱۷) لذتِ دردِ محبت
۱۸) لذتِ بندگی کا حصول
۱۹) تاثیرِ صحبتِ اہل اللہ
۲۰) مردانِ راہِ خدا
۲۱) نزولِ تجلیات
۲۲) اہل اللہ سے تعلق کی قدر و قیمت
۲۳) اللہ تعالیٰ کے نام کی مٹھاس
۲۴) نالہائے درد
۲۵) اہلِ وفا کون ہیں؟
۲۶) اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے
۲۷) سکونِ قلب کا واحد طریقہ
۲۸) دنیا سے بے رغبتی
۲۹) عشقِ مجازی کا اضطراب اور اس کا علاج
۳۰) نشۂ معصیت کا فریب
۳۱) عاشقانِ حق کا لذیذ غم
۳۲) سامانِ مغفرت
۳۳) صراطِ مستقیم پر استقامت کے انعامات
۳۴) حصولِ ولایت کے اسباب
۳۵) درسِ محبتِ الٰہیہ
۳۶) پردہ.....عورت کی عزت کا ضامن
۳۷) گلدستۂ ارشادات
۳۸) فیضانِ صحبتِ اہل اللہ
۳۹) قلبِ شکستہ کی تعمیر
۴۰) انجامِ عشقِ مجازی
۴۱) غمِ راہِ مولیٰ کی عظمت
۴۲) اللہ تعالیٰ کی شانِ جذب
۴۳) صاحبِ نسبت علماء کی خوشبو
۴۴) اہلِ علم اور تزکیۂ نفس کی اہمیت
۴۵) مقامِ دردِ دل
۴۶) راہِ خدا میں ادب کی اہمیت
۴۷) غار میں یادِ یار تعالیٰ شانہٗ
۴۸) عباداتِ شبِ براءت
۴۹) دھوکے کا گھر
۵۰) تلاشِ دیوانۂ حق
۵۱) طوفانِ گمراہی سے بچنے کا راستہ
۵۲) حق تعالیٰ کے محبوب بندے
۵۳) قلب کیسے روشن ہوگا؟
۵۴) اللہ تعالیٰ کا خط بندوں کے نام
۵۵) روزہ اور ترکِ معصیت
۵۶) شعاعِ آفتابِ رحمت
۵۷) غفلتِ دل کیسے دور ہو؟
۵۸) اولاد کو دین نہ سکھانے کا وبال
۵۹) عزتِ تقویٰ اور رسوائی گناہ
۶۰) رنگ و نسل کی تحقیر کی حرمت
۶۱) حصولِ ولایت کا راستہ
۶۲) مولائے کریم کا عفو و کرم
۶۳) مایوس نہ ہوں اہلِ زمیں اپنی خطا سے
۶۴) کیفِ عشقِ الٰہی
۶۵) اہل اللہ سے بدگمانی کا وبال
۶۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی شان
۶۷) پاکیزہ حیات کا نسخۂ کیمیا
۶۸) نادم گنہگار کی محبوبیت
۶۹) تصوف و سلوک میں راہِ اعتدال
۷۰) گناہ کی دو علامات بزبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
۷۱) محبتِ الٰہیہ کا موتی کون پاتا ہے؟
۷۲) گناہوں سے بچنے کا حوصلہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟
۷۳) نفس کو مغلوب کرنے کا طریقہ
۷۴) رحمتِ رب العالمین
۷۵) ریا کی حقیقت اور اس کا علاج
۷۶) علمِ دین کی برکات
۷۷) راہِ سلوک میں ادب کا مقام
۷۸) حصولِ تقویٰ کے اصول
۷۹) دین میں حُسنِ اخلاق کی اہمیت
۸۰) عظیم الشان منزل کا عظیم الشان رہبر

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ